# بدعات القرآن

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

بعض لوگ اہل سنت کے معمولات کو "بدعت" کے فتوے کا نشانہ بناتے ہیں، حالانکہ ان کے وہ معمولات قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔ بلکہ دو تہائی اسلام "بِدْعاتِ حَسَنَہ"[1] پر چل رہا ہے۔ مِنْ جُملۃٍ(بالآخر)ان کے قرآن مجید کے متعلقات ہیں تفصیل حاضر ہے۔

## بدعات القرآن:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح یہ آج ہے اسی طرح یہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں نہ تھا مثلاً

۱۔ مجموعہ۔

۲۔ تیس پاروں پر منقسم۔

۳۔ اعراب، نُقطوں سے مزَیَّن ودیگر بہت سی باتیں نہ تھیں جسکی تفصیل یہ ہے۔

۴۔ پاروں کے الگ الگ نام۔

جب آیات نازل ہوتیں صحابہ اپنے سینوں میں محفوظ کرتے اور پڑھے لکھے لوگ پتھروں، پاک ہڈیوں اور درختوں کے پتوں اور لکڑیوں کے تختوں اور سفید کپڑوں پر لکھ لیتے اور وہ بھی کوئی کہیں کوئی کہیں۔

## آغاز بدعات:

۱۔ سیدنا ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودیگر صحابہ کرام بشمولِ اہلبیتِ عِظَام نے اسے ایک مجموعہ میں جمع کیا۔[2]

۲۔ مختلف قرأتوں کو صرف ایک قرأۃ قریش میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ عِظَام اور اہلبیتِ کرام کے سامنے جمع کیا، اسی لئے انہیں "جامع القرآن" کہا جاتا ہے۔[3]

۳۔ قرآن کی یہی ۱۱۴ سورتیں(الحمد تا والناس)اِعْراب اور نقطوں سے خالی تھیں جنہیں اہلِ زبان(عرب)کے لئے پڑھنا تو آسان تھا لیکن عجمیوں کے لئے مشکل تھا اسی لئے اس پر اعراب اور نقطوں کا اِہتمام کیا گیا اس کے بعد ہزاروں بِدْعَات بلکہ لاکھوں سے آگے ایسی بدعات کا ارتکاب کیا گیا جنہیں پڑھ سن کر عقل دَنگ ہو جاتی ہے کہ "کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ"[4](ہر بدعت گمراہی ہے)کا قانون اگر عام رکھا جائے تو آج ہم صحیح طریقہ سے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے۔

---

[1] )وہ بدعت جو سنت کے مخالف یا سنت کو مٹانے والی نہ ہو وہ بدعت حسنہ ہے اسکے برعکس سیئہ ہے۔

[2] )(الإتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر ى جمعه وترتيبه .206/1. مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[3] )(الإتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر .211/1. مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[4] ))(سنن ابن ماجه. افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم. باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين. 15/1. الحديث 42. دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

# نُقطے اوراِعراب

ابتداءًخط عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات عربوں کو تواس سے کوئی دِقَّتْ نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط[5] آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن غیر قوم کا آدمی مشکل سے پڑھتا ہے۔ چنانچہ عبدالمالک بن مرْوَانْ اُمویؒ کے زمانہ میں حَجّاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر اعراب زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لکھوائے اور ہر پارہ کو ثُلُثْ، نِصْف، رُبُع وغیرہ میں تقسیم کیا۔[6]

یہ بنواُمَیَّہ کے عہد (زمانے) میں مشرقِ وُسْطٰی کا وائسرائے (بادشاہ کا نائب) اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسناں کا دھنی (کئی تیر و تلوار کے مالک) ہونے کے ساتھ ساتھ عُلُوم ومَعَارِفْ کے بحرِ وافر (وافر سمندر/مجازاً کئی علوم) کا مالک تھا لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

اختلف في نقط المصحف وشكله، وقال: أول من فعل ذلك أبو الأسود الدؤلي بأمر عبد الملك بن مروان، وقيل: الحسن البصري ويحيى بن يعمر، وقيل: نصر بن عاصم الليثي[7]

## بدعات حجاج ظالم:۔

حجاج بن یوسف (المتوفی ۹۰ھ) گوانتہائی ستم پیشہ اور ظالم شخص تھا جس کے متعلق اور کسی کا نہیں خود حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بھی قول مشہور خاص وعام ہے کہ اگر تمام اقوام اپنے اپنے ظالموں کے مظالم کو میزان عمل کے ایک پلے میں رکھیں اور دوسرے پلے میں ہم صرف حجاج بن یوسف کے مظالم رکھیں تو اس کا پلّہ یقینا بھاری ہو گا[8] لیکن ان سب باتوں کے باوجود عہد عثمانی میں جو قرآن مُدَوَّنْ (تیار) ہوا تھا اس میں نہ الفاظ کے زیر وزبر تھے نہ نقطے۔ عربوں کی تو مادری زبان ہی تھی۔ انہیں اس کی قرات کا طریقہ بھی معلوم تھا وہ اسے اسی قرات، انداز اور لہجہ میں پڑھتے تھے اور بآسانی سمجھ لیتے تھے لیکن جب اسلامی فُتُوحات و تبلیغ نے غیر اقوام عجمیوں، رُومیوں، اَرمَنوں[9]، اور حربیوں (کفار) کو بھی اسلامی پرچم کے نیچے لا کھڑا کیا اور ان کے قُلُوب میں بھی نورِ ایمان کی شعائیں جگمگانے لگی۔ تو ضرورت ہوئی کہ الفاظ پر نقطے اور اعراب بھی لگائے جائیں کیونکہ نو مسلم اقوام (نئی مسلمان قوم) کو اس طرح قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں۔ اس نے قرآن میں خود اپنے زیر اہتمام نقطے لگوائے اور اس کی متعدد نقلیں کرا کے مختلف عجمی مُمالک میں بھجوادی اور مرنے سے پہلے اعراب لگوانے کا کام بھی شروع کر دیا۔

## مروان کے بیٹے کی بدعات:۔

---

[6] (الجامع لأحكام القرآن=تفسير القرطبي. باب ما جاء في ترتيب سور القرآن وآياته، وشكله ونقطة، وتحزيبه وتعشيره، وعدد حروفه وأجزائه وكلماته وآيه. (فصل وأما وضع الأعشار. 63/1. الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964ء)

[7] (الإتقان في علوم القرآن. النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط. 184/4. مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

[8] (دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة. جماع ابواب اخبار النبى بالكوائن بعده، باب ما جاء في إخباره بالمبير الذي يخرج من ثقيف وتصديق الله سبحانه قوله في الحجاج بن يوسف الثقفي غفر الله لنا ولجميع المسلمين. 489/6، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى 1405 هـ)

(9) علاقہ ارمن کے عیسائی جو اسقف روم کے تابع تھے۔

مروان کا نام سن کر لوگ گھبراتے ہیں اس لیے کہ وہ اہل بیت سے نیک سلوک نہیں رکھتا تھا لیکن اس کے بیٹے کی بدعات قبول کرلیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اموی کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن مجید پر اعراب (زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لکھوائے) اور ہر پارہ کو ثُلُثْ، نِصْف، رُبُع وغیرہ میں تقسیم کیا۔[10]

**تطبیق الاقوال:۔**

مُتَقَدِّمِیْن ومُتَاَخِّرِیْنْ کے اِن مُتضاد اقوال کی توجیہہ آسان ہے وہ یہ کہ "تَتَبَدَّلُ الْاَحْکَامِ بِتَغَیُّرِ الزَّمَانِ"[11] (زمانے کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں) اس موضوع پر حضرت امام زین العابدین شامی رحمۃاللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھاہے۔ چنانچہ علامہ زُرقانی مرحوم ومغفور یہی توجیہہ لکھتے ہیں کہ

وأما كراهة الشعبي والنخعي النقط فانما كرهاه في ذلك الزمان خوفا من التغيير فيه وقد أمن ذلك اليوم فلا منع

**ترجمہ:۔** بہر حال شعبی کا نقطوں پر کراہت کا فتویٰ اسی زمانے کے لائق تھا اس لیے کہ اس وقت نقطوں سے قرآن میں تغیر کا خطرہ تھا لیکن اب وہ خطرہ ٹل گیا "فلهذا" لکھتے ہیں کہ

ولا يمتنع من ذلك لكونه محدثا فانه من المحدثات الحسنة فلم يمنع منه كنظائره مثل تصنيف العلم وبناء المدارس والرباطات وغير ذلك[12]

**ترجمہ:۔** نقطے وغیرہ اس لیے ممنوع نہ ہو کہ یہ بدعت ہیں کیا ہوا یہ بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) سے ہیں جیسے اس جیسی اور بدعاتِ حَسَنَہ جائز ہے جیسے تصنیف علم اور تعمیر مدارس اور رباعات وغیرہ یہ بھی جائز ہے۔

**فائدہ:۔** علامہ زرقانی نے بدعت کو حَسَنَہ سے موصوف کر کے دیوبندیوں، وہابیوں پر ضرب کاری لگادی ہے کہ جب کہ ان کا مذہب ہے کہ بدعت کوئی حَسَنَہ (اچھی بدعت) نہیں۔

**اعجوبہ:۔** ابوالاسود دوئلی اور عبدالملک بن مروان کی بدعت نقطہ جات اس دور کے علماء کرام نے اختلاف کیا بعض نے قرآن مجید پر اعراب اور نقطے لگانے کی کراہت کا فتویٰ دیا لیکن اس وقت ان کا فتویٰ بجا (جائز) تھا کیونکہ قرآن میں تَغَیُّر (تبدیلی) کا خوف تھا۔

**ظالم حجاج کی بدعات قرآنی:۔**

امام قُرطِبی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مُصْحَفْ قرآنی پر اعراب اور نقطوں کا کام جیسے حجاج نے سرانجام دیا ایسے ہی اس پر اس نے قرآن کو ۳۰ پاروں پر منقسم کیا پھر اسی کے زمانے میں ہی اَعْشَارْ[13] اور رکوع مقرر کیے گئے اسی طرح ختم آیات پر علامات کے طور پر نقطے لگائے گئے۔[14]

**تبصرہ اویسی:۔**

---

[10] (الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، باب ما جاء في ترتيب سور القرآن وآياته، وشكله ونقطه، وتحزيبه وتعشيره، وعدد حروفه وأجزائه وكلماته وآيه، (فصل) وأما شكل المصحف ونقطه، 63/1، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964ء)

[11] (القواعد الفقهية في الاحوال الشخصية، الباب الاول، المطلب الاول معنى القاعدة، 1/ 367، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،

[12] (التبيان في آداب حملة القرآن، الباب التاسع في كتابة القرآن وإكرام المصحف، 189/1، الناشر: دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، الطبعة: الثالثة مزيدة ومنقحة، 1414 هـ 1994ء)

[13] قرونِ اولیٰ کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد حاشیہ پر لفظ خمس یا خ اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ عشر یا ع لکھ دیتے تھے پہلی قسم علامتوں کو اخماس اور دوسری قسم کی علامتوں کو اَعْشَارْ کہا جاتا تھا

[14] (الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، باب ما جاء في ترتيب سور القرآن وآياته، وشكله ونقطه، وتحزيبه وتعشيره، وعدد حروفه وأجزائه وكلماته وآيه، (فصل) وأما وضع الأعشار، 63/1، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964ء)

دیوبندی، وہابی یا اپنے مذہب کو خیر آباد کہیں یا بدعت حسنہ (اچھی بدعت) کا انکار نہ کریں۔ ورنہ ان کا مذہب قرآن مجید سے کوسوں دور ہوتا جارہا ہے۔ امام قرطبیؒ کے قول کے مطابق قرآن مجید میں دو بدعتِ مذکورہ کے علاوہ تقسیم بر سی پارہ (تیس پاروں کی تقسیم ہے)۔

اَعْشَار، رکوع کا تقرر، ختم آیات پر علامات کے طور پر نقطہ لگانا وغیرہ وغیرہ۔

**فائدہ:۔** اب نقطہ کے بجائے دائرہ کا نشان ایجاد ہوا۔

## قرآن مجید میں بدعات کا شمار:۔

قرآن مجید اَربوں اور کھربوں تک بدعت پہنچتی ہیں فقیر نے مذکورہ بالا چند بدعات مشتی نمونہ خروار (لگے ہاتھ) لکھ دی ہے ورنہ اَنْ گِنَتْ بدعاتِ حسنہ (اچھی بدعت) قرآن مجید میں ہیں۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ چند ایک کی تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأول من وضع الهمز والتشديد والروم والإشمام الخليل وقال قتادة: بدءوا فنقطوا ثم خمسوا، ثم عشروا. وقال غيره: أول ما أحدثوا النقط عند آخر الآي، ثم الفواتح والخواتم" (الاتقان) [15]

**ترجمہ:۔** ھمزہ و تشدید و روم و اشمام خلیل نے ایجاد کی اور قتادہ نے کہا کہ قرآن پر نقطے لگائے پھر عشور کی علامات بنائیں دوسروں نے سب سے پہلے نقطوں کی بدعت کا اجرا کیا پھر فواتح و خواتیم۔

## حجاج بن یوسف (ظالم) نے بڑا کام کیا:۔

یہ بنوامیہ کے عہد میں مشرق وسطی کا وائسرائے (بادشاہ کا نائب) اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسنان کا دھنی (کئی تیر و تلوار کے مالک) ہونے کے ساتھ ساتھ علوم و معارف کے بحرِ وافر کا مالک تھا لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اول من فعل ذٰلک ابو الاسود الاولیٰ بامر عبدالملک بن مروان و قیل الحسن البصری و یحی بن یعمر وقیل نصر بن عاصم اللیثی"۔ [16]

**ترجمہ:۔** سب سے پہلے اعراب کا کام اَبُوالاَسْوَدْدُوَئلی نے بحکمِ عبدالملک بن مروان نے کیا بعض نے حضرت حسن بصری کا و یحی بن یَعْمُرْ کا کہا ہے بعض نے کہا نصر بن عاصم نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔

## ابتدائی اعراب:۔

جب والی عراق یعنی عبدالملک کا حکم یہ اَبُوالاَسْوَدْ کو ملا تو اس نے فتح کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور کسرہ اور تنوین کے لیے دو نقطے متعین کیے زبر کے لیے (-) اور زیر کے لیے (ِ-) پیش کے لیے (ُ-)۔ [17]

## درسِ عبرت:۔

اگر صرف اس بدعت کے مجموعہ کو دیکھا جائے تو ہزاروں بدعات کا اِرتکاب لازم آتا ہے اس لیے کہ علماء کرام و حفاظ قرآن فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اعراب مع شَدَّاتُ (تشدید) و مَدَّاتُ (مد) اور نقطوں کی تعداد یوں ہے۔

زبر:۔ ۵۳۲۲۳/ زیر:۔ ۳۹۵۸۶/ پیش:۔ ۸۸۰۴/ مد:۔ ۱۷۷۱/ تشدید:۔ ۱۲۷۴/ نقطے:۔ ۱۰۵۶۸۴/ کل میزان:۔ ۲۱۰۳۳۸۔

---

[15] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط، 184/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[16] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط، 184/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[17] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط، 186/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

اس تقریر پر دو لاکھ ۱۰ ہزار ۳۳۸ بدعات کے ارتکاب لازم آیا افسوس ہے کہ دیوبندیوں، وہابیوں کو ایک ظالم حجاج کی اتنا کثیر التعداد بدعات ہضم ہو گئیں لیکن میلاد اور صلوٰۃ و سلام و دیگر اُمورِ خیر میں بدعت کے ہیضے (کی بیماری) میں مبتلا ہو گئے۔

### ڈبل بدعت:۔

صرف نقطوں سے اِعراب کی ضرورت پوری نہ ہو سکی ابو عبدالرحمن خلیل کے زمانے میں اس صَنْعَتْ و حِرْفَتُ (فن و ہنر) کو ترقی ہوئی اور فتحہ کے لیے حرف کے اوپر شکلِ مُسْتَطِیْلُ (لمبی لکیر) اور کسرہ کے لیے ہر حرف کے نیچے اور ضمہ کے لیے چھوٹی واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اسی ایجاد نے ایسی ترقی اور قبولیت اختیار کی کہ اعراب کے سابق علامتیں کالعدم (گزشتہ علامتیں نہ ہونے کے برابر) ہو گئیں۔[18]

## مکروہ لیکن ثواب

قرآن میں یہ دوسری بدعت جاری ہوئی اور بدعت بھی ایسی کہ جس میں قرآن مجید کے ایک ایک حرف سے ثواب نصیب ہو حالانکہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صدرِ اول (پہلے زمانے) کے لوگوں نے ایسے اُمور کے اِرْتِکَابْ کیا تو کراہت کا فتویٰ لگایا گیا:

"کان العلماء فی صدر الاول یرون کراھۃ نقطۃ وشکلہ مبالغۃ منھم فی المحافتہ علی ادآئ القرآن کما سمہ المُصْحَفُ وھو خالق ان یؤدی ذالک الی التفسیر فیہ" (زرقانی)[19]

لیکن یہی مکروہ صدیوں بعد مستحب ہو گیا چنانچہ علامہ مرحوم لکھتے ہیں:

قال النووي في كتابه التبيان ما نصه: قال العلماء: ويستحب نقط المصحف وشكله فإنه صيانة من اللحن فيه[20]

**ترجمہ:**۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "التبیان" میں صاف لکھا ہے کہ علماء کرام نے کہ مُصْحَفُ کے نقطے اور شکلیں بنانا مستحب قرار دیا ہے کہ اس سے غلطی اور عبارات قرآنی ضعف سے محفوظ ہو جائیں گی۔

### قرآن مجید بزمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں بہ ترتیب موجود مرَتَّبْ (ترتیب دیا ہوا) تھا لیکن کتابی صورت میں کُجا (کہاں) موجود تھا یا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں محفوظ تھا یا پھر مختلف صَحَائِف میں وہ بھی مُنْتَشِرْ (بکھرے ہوئے) صورت میں۔اس کی تفصیل آئے گی۔(انشاءاللہ)

### کتابت القرآن:۔

نزول القرآن مجید کے وقت عرب میں کاغذ کا رواج بہت کم تھا لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نازل شدہ آیات کھجور کی شاخ، سفید پتھر کے ٹکڑے، بکری اور اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، درختوں کی چھال، جانوروں کی کھال کی جھلی اور چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھ لی جاتی تھیں۔لکھنے کے بعد جو مجموعات تیار ہوتا تھا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکان میں رکھا جاتا اس طرح مکمل قرآن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں لکھا گیا جسے بعد میں صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ترتیب دے کر منظرِ عام پر لائے۔[21]

### بدعت:۔

---

[18] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط، 186/4، مطبوعہ الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[19] (مناهل العرفان في علوم القرآن، المبحث العاشر فی کتابۃ القرآن ورسمہ ومصاحفہ، حکم نقطہ وشکلہ، 408/1، الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[20] (مناهل العرفان في علوم القرآن، المبحث العاشر فی کتابۃ القرآن ورسمہ ومصاحفہ، حکم نقطہ وشکلہ، 409/1، الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[21] (الإتقان في علوم القرآن، النوع الثامن عشر فی جمعہ وترتیبہ، 206/1، مطبوعہ الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

بمشورہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان منتشرہ آیات و سورتوں کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جمع فرمایا۔[22] گویا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے تک قرآن مجید کی دو بدعتیں رائج ہوئیں۔

(۱) منتشر آیات کا جمع کر کے مجموعی صورتیں لانا۔

(۲) قرآن مجید کی کتابت مجموعی صورت میں لانا جن کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم نہیں فرمایا تھا صحابہ کرام نے امت کے فائدہ اسلامی کے لیے یہ دو طریقے ایجاد فرمائے۔

**انتباہ:۔** جن لوگوں نے بدعت کی تعریف کی ہے کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ اس کا حکم فرمایا ہے وہ بدعت ہے اور حدیث: " كل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار[23]" (ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے) پڑھ کر عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہیں ان کا دھوکہ اور فریب ان دو بدعتوں سے واضح ہو گا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک بدعت کی یہ تعریف غلط ہے اور نہ ہر بدعت بری ہے۔

### تاریخی خَطّاطِیُ:۔

فقیر نے حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ اقدس کا رسم الخط بطور نمونہ پیش کیا اس کے بعد جتنی ایجادیں ہوتی گئیں قرآن مجید اسی رَسْمِ الْخَط میں لکھا جانے لگا گویا ہر نئے رسم الخط میں ہر قرآن مجید کے لیے بدعت کا تصور سامنے رکھنا پڑے گا ذیل میں رسم الخط کی بدعت ملاحظہ ہوں۔

### بدعتی خَطّاطِیُ:۔

قرآن مجید میں بدعت کی فہرست میں خَطّاطِیُ (فن کتابت) سر فہرست ہے تاریخی لحاظ سے مختصر ساخاکہ ملاحظہ ہو۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں نے اپنی بِساطُ (قوت) سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں، اِستِعْدَادُ (فطری صلاحیت) اور اہلیت سے کام لیا ہے اس کی تزئین اور آرائش میں نِتْ نئے انداز اختیار کیے اور حیرت انگیز فنکارانہ مہارت کے مظاہرے کیے ہیں[24]۔ آج کے مشینی دور میں بھی قرآن کریم کی خَطّاطِیُ (فن کتابت) ایک ایسا تاریخ ساز طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس کو عملی جامہ پہنانے میں ۲۳ برس لگ گئے اور یہ سعادت ایک پاکستانی کو نصیب ہوئی۔

## زمانہ نبوت

حاصلِ موضوع سے قبل تاریخ کے حوالے سے یہ بات بعض حضرات کے لیے معلومات اَفْزا ہو گی کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے پانچواں مسلمان حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے "بسم اللّٰہ" کی کِتَابَتْ کی اور آخری وحی کی کِتَابَتْ تین ربیع الاول ۱۱ ہجری میں حضرت اُبَیْ بن کعب رضی اللہ عنہ نے کی عہدِ نبوی میں مکہ مکرمہ میں خُطُوطْ "قیرَامُوز" رائج تھا اور مدینہ منورہ میں خط "حِیْرِیُ" میں کی جانے لگی اور بعد میں یہی خط کوفی خط کے نام سے مشہور ہوا۔ دورِ نبوت میں جن صحابہ کرام نے وحی کی کِتَابَتُ کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد مختلف روایت کے حوالے سے ۴۰ کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اس فہرست میں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی شامل ہیں اس دور بابرکت میں وحی کی کِتَابَتُ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرَاسَلَاتُ (خطوط) پر احکامات کو اس وقت کے مُرَوَّجْ (رائج) خط کوفی رسم الخط میں تحریر کیا جاتا تھا اور حُسْنِ خَط کے بجائے مَتَنْ پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔

### دورِ خلافت:۔

---

22 ) (الإتقان في علوم القرآن، النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه، 202/1، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

23 ) (سنن النسائي، كتاب الجمعة، كيف الخطبة، 188/3، الحديث، 1578، : مكتب المطبوعات الإسلامية حلب الطبعة: الثانية، 1406 ه/ 1986ء)

24 ) (قرآنی املاء اور رسم الخط، کتابت اور طباعت قرآنی کے مراحل، 38/1، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن دیوبند، سن اشاعت، 1413ھ)

دورِ خلافتِ راشدہ میں بھی کِتَابَتْ صرف ایک حُکْمِی اور دینی ذریعہ اظہار تھی لہذا اس کی بہتری اور ترقی کے لیے ضرورت محسوس نہیں کی گئی البتہ دین کی نشر و اشاعت، عاملوں اور والیوں کو ہدایت دینے کے پیشِ نظر یہ ضروری تھا اور غیر مسلم والیانِ ریاست (غیر مسلم ریاست کے سرداروں) سے مرَاسَلَاتْ (خطوط) کی غرض سے کِتَابَتْ مسلمانوں کی دلچسپی اور ضرورت کی مُحَرِّکْ (سبب) بنی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ایک فن کی شکل اختیار کر لی جس کو فَنِ خَطَّاطِیْ کہا جاتا ہے۔

**بدعت:۔**

عہد بنو امیہ میں خَطَّاطِیْ کی ترقی و ترویج کے نمایاں امکانات پیدا ہوئے اس دور کے پہلے معروف خَطَّاطْ "قطبہ" تھے جنہوں نے مرَوَّجَہ خط میں تصرف کر کے چار نئے ایجاد کیے اور قرآن کریم کی خَطَّاطِیْ آبِ زَرْ (سونے کے پانی/زعفران) سے کی ولید بن عبد الملک کے درباری کاتِبْ خالد بن ابی الھیاج اس دور کے دوسرے صاحبِ طرزِ خَطَّاطْ تھے جن کی خَطَّاطِیْ کو بہت شُہرت ملی انہوں نے خَطِّ کوفی کی نوک پلک درست کی اور مُصَوِّرَانَہ خَطَّاطِیْ (تصویری خطوط) کی بنیاد رکھی۔ ۹۲ ہجری میں خالد بن ابی الھیاج نے پہلی مرتبہ خَطَّاطِیْ کی نمائش مسجد نبوی میں کی اور "سورة الشمس" کو خَطِّ کوفی میں پیش کیا حضرت عمر بن عبد العزیز کی فرمائش پر خالد بن ابی الھیاج نے مقلہ مُصْحَفْ شریف کی خَطَّاطِیْ میں کمال خط کے ایسے جوہر دکھائے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز اس صحیفے کے حسن خط سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھیں نمناک ہو گئیں انہوں نے مُصْحَفْ شریف کو آنکھوں سے لگایا اسے بوسہ دیا اور اور سب سے بڑا انعام و اکرام خالد بن الھیاج کو یہ دیا کہ مُصْحَفْ مبارک کو ہی بطور ہدیہ واپس کر دیا۔

**بدعت:۔**

خَطَّاطِیْ کی ترویج و اِرْتِقَاء (ترقی) کے اعتبار سے عباسی عہد تاریخ میں سب سے اہم ہے اس دور میں فن خَطَّاطِیْ اپنے اوج کمال کو پہنچ چکا تھا عباسی عہد کے ممتاز خَطَّاطْ ابو علی محمد ابن مقلہ علی بن ہلال ابن بواب اور یاقوت بن عبد اللہ رومی المستحصمی تھے۔ ابنِ مُقْلَہ کے خط کوفی میں ترمیم (رد و بدل) اور اصلاح کر کے قرآن کریم کی کتابت اسی خط میں کی جاتی ہے بنِ مُقْلَہ نے خطِ نَفَخْ کے علاوہ خطِ مُحَقِّقْ، خطِ توقیع، خطِ رُقَاعْ، خطِ ثُلُثْ بھی ایجاد کیے اور خَطَّاطُ الریحانی کے ایجاد کردہ خطِ ریحان میں اصلاح و تزئین کی اور خَطَّاطِیْ کے ابن مقلہ کے شاگرد علی بن ہلال ابن بواب نے اپنے استاد کے خطِ نسخ میں مزید حُسن و جاذبیت (کشش) پیدا کی اور خط نسخ ہی میں قرآن کریم کے پہلے نسخے کی کتابت ۳۹۱ ہجری میں بغداد میں کی۔

انہوں نے اپنی زندگی میں ۶۴ قرآن کریم کی خَطَّاطِیْ کی۔ خطاط قرآن یاقوت بن عبد اللہ الرومی المستحصمی نے خطاط قرآن علی بن ہلال ابن وہاب کے فن کو اپنے کمال تک پہنچا دیا۔ (25)

مفتیانِ بدعت کا فتویٰ کدھر جائے گا؟ بہر حال اس فن کی تاریخی حیثیت کو تفصیل سے دیکھا جائے تو مشینی دور کو ساتھ ملا کر کتابت القرآن کے کھاتہ میں ہزاروں بدعات برآمد ہوں گی اور شرعی حیثیت سے ان جملہ اقسام میں بدعتِ واجبہ [26] سے لے کر بدعتِ مُبَاحَہ [27] سب کی سب موجود ہیں جنہیں تمام فرقے عمل میں لا رہے ہیں کسی نے آواز نہیں اٹھائی اور نہ کسی کو جرأت ہے کہ کہہ سکے کہ قرآن مجید کی کتابت بدعت ہے اور "کل بدعة ضلالة"۔

**نقطے اور اعراب:**

ابتداء خط عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات عربوں کو تو اس سے کوئی دقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شِکَسْتَہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن غیر قوم یا غیر زبان کا آدمی مشکل سے پڑھ سکتا ہے۔ یا بالکل پڑھ ہی نہیں سکتا فقیر زمانہ نبوی کی دو تحریریں پیش کر رہا ہے اسے پڑھ دیں [28]۔ (29)

---

[25] )(قرآنی املاء اور رسم الخط، کتابت اور طباعت قرآنی کے مراحل، 38/1، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن دیوبند، سن اشاعت، 1413ھ)

[26] )بدعتِ واجبہ جیسے: قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رَدّ کے لئے دلائل قائم کرنا

[27] )وہ بدعت ہے جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور حکمِ شریعت کے خلاف نہ ہو اور کرنے والا ثواب کا حقدار بھی نہ ہو جیسے عمدہ عمدہ کھانے وغیرہ۔

[28] (صلاح الدين المنجر دروسات في تاريخ الخط العربي مسنون بداية الى نهاية العصرى الأموى درفتان من المُصْحَفُ الى الامام الحسين في مكتبه مشهد رقم 14 صفحه ۹۹ ، بيروت دار الكتابت الجديد ۱۹۷۲)

[29] )خطاطی ترجمہ تذکرہ خوشنویساں، تیسری فصل، نقطے اے حروف کی تاریخِ آغاز، 10/1، مطبوعہ: مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، راجستھان، سن اشاعت 1995ء)

## زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا رسم الخط
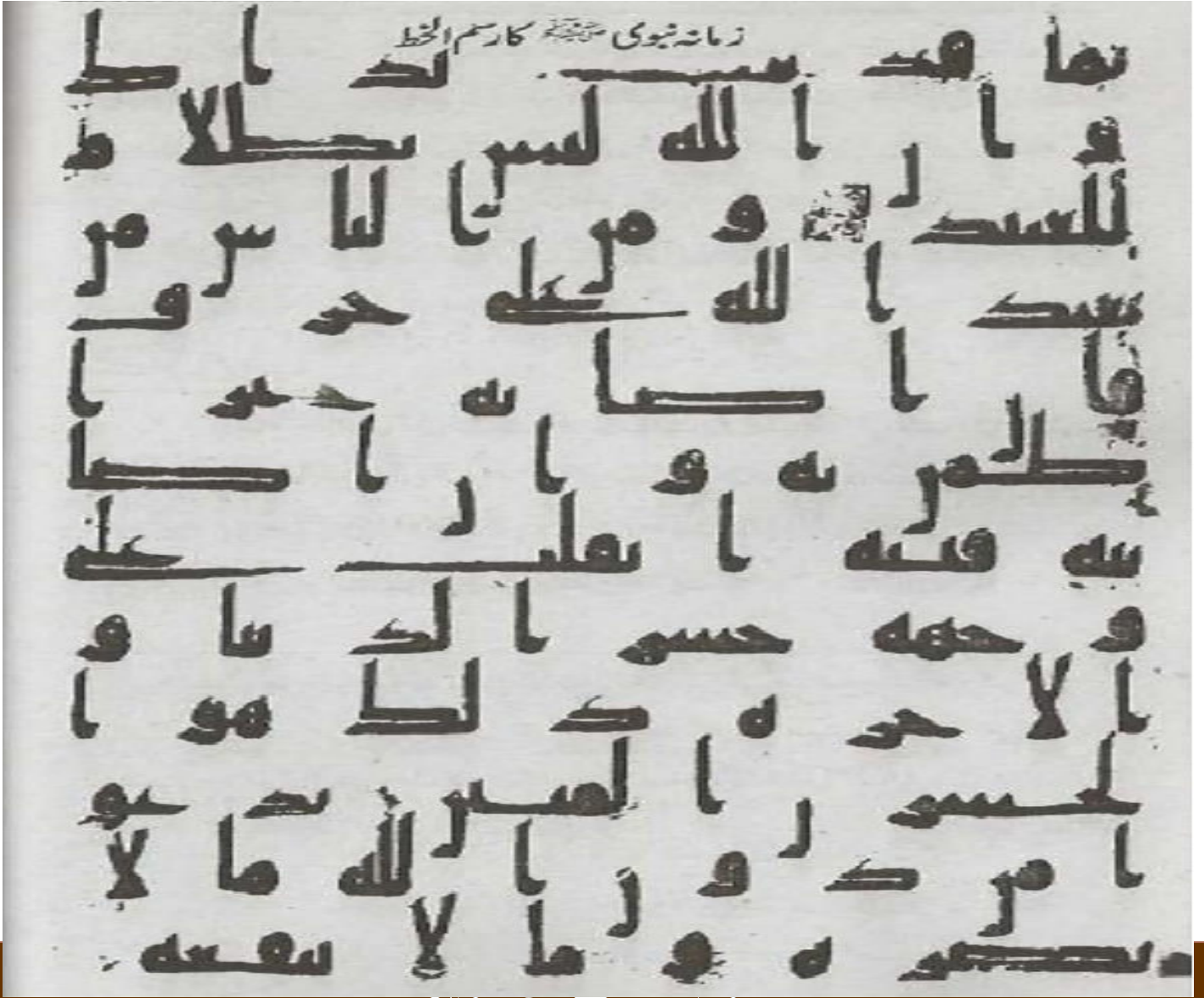
اہلِ عرب اپنی مادری زبان عربی ہونے کی وجہ سے اس بات کے محتاج نہ تھے کہ قرآن کریم پر اعراب لگائے جائیں چنانچہ وہ مُصْحَفْ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے اَمرِ (حکم) سے کِتَابَتْ (تحری) کیا گیا تھا اس پر اعراب نہ تھے ان کی کثرتِ فتوحات کی وجہ سے جب اسلام عجم میں پہنچا اور لوگ اعراب میں غلطیاں کرنے لگے تو اس کا اندیشہ ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت غلط اعراب کے ساتھ ہونے لگے تو زیاد بن امیہ (جو والئ عراق تھا) نے ابوالاسود کو پیغام بھیجا کہ اعراب وضع کریں تاکہ اس کے مطابق لوگ قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ابوالاسود نے فتحہ کے لئے علامت حرف کے اوپر ایک نقطہ تجویز کیا اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کی جانب اور سکون کے لئے دو نقطے متعین کئے[30] شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ اعراب کی کاروائی ابوالاسود نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کی تھی[31]۔

---

[30] (مناهل العرفان في علوم القرآن،المبحث العاشر فی كتابة القرآن ورسمه ومصاحفه ، حكم نقطه وشكله ،408/1 ، الناشر : مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[31] (الإتقان في علوم القرآن،النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط ،184/4،مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

ابوالاسود مکی کبارِ تابعین میں سے ہے حافظ نے **تقریب التھذیب** میں ان کو**مخضر مین** یعنی ان حضرات میں شمار فرمایاہے جن کی زندگی کا ایک حصہ جاہلیت میں گذرا اور دوسرا حصہ اسلام میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے[32] تاریخی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت علی نے ان کو اعراب اور قواعد نحویہ کے مرتب کرنے پر مامور فرمایا تھا[33]۔ اکثر محققین کی یہی رائے ہے کہ ابوالاسود اعراب کی موجِد اول ہیں بعض حسن بصری اور بعض نصر بن عاصم اللیثی اور بعض یحیٰ بن یعمر کو کہتے ہیں۔ بہر حال قرآن مجید اعراب، نقطوں سے معرّٰی(خالی) تھا۔ بوجہ ضرورت اس پر اعراب و نقطے بعد کو لگائے گئے یہ تمام اضافے بدعات ہیں لیکن یہ اضافے برے نہیں بلکہ موجب ہزاروں اجر و ثواب ہیں اہلِ سنت کے نزدیک ایسی بدعات کو بدعاتِ حَسَنَہ کہا جاتا ہے۔

**بِدْعاتُ الاعراب:۔**

اعراب وغیرہ کی بدعات کا آغاز سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا عبدالملک اموی خلیفہ نے کیا جو بھی ہو بہر حال اگر قرآن مجید بلا اعراب و بلا نقطہ ہوتا تو آج نامعلوم قرآن کے ساتھ کیا بنتا۔

**حکایت:۔** ابن ابی مُلَیکَہ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آیا اور کہا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھے قرآن پڑھادے ایک شخص نے اس کو" سورہ براۃ" پڑھائی تو اس میں آیت "ان اللہ بَرِیءٌ من المُشْرِکِینَ ، وَرَسُولُہ" کو" جر"(و رسولِہ) کے ساتھ پڑھایا۔

اس تَغَیُّر(تبدیلی) سے معنی یہ ہو گئے کہ اللہ مشرکین اور (العیاذ باللہ) اپنے رسول سے بری ہے وہ اعرابی سن کر کہنے لگا کہ جب اللہ ہی اپنے رسول سے بری ہے تو میں اس سے پہلے بری ہوں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ صورت بیان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آیت اس طرح نہیں ہے آیت کلام اللہ یہ ہے۔

"أَنَّ اللهَ بَرِیء من المُشْرِكِينَ وَرَسُولہ "۔

**ترجمہ:۔** کہ اللہ بری ہے مشرکین سے اور اس کا رسول بھی بری ہے(مشرکین سے)۔

اس پر حضرت عمر نے حکم دیا کہ کوئی شخص بجز علم لغت کے قرآن نہ پڑھائے اور ابوالاسود کو علم نحو وضع کرنے کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم کو اعراب سے مزین کرنا خود منشاءِ نبوت(آپ ﷺ کی چاہت) اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہے[34] امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے ابن عمر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ

"اعربوا القرآن یدلکم علی تاویلہ"[35]

**ترجمہ:۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قرآن پر اعراب لگاؤ اعراب قرآنی اس کی مراد پر رہنمائی کرے گا۔

---

[32] (تقريب التهذيب، حرف الالف، 619/1، الناشر: دار الرشيد – سوريا، الطبعة: الأولى، 1406ھ/1986ء)

[33] (الواضح في علوم القرآن، مدخل تمهيدي تعريف «علوم القرآن» وموضوعه وفائدته وتاريخه، تاريخ علوم القرآن، 58/1، الناشر: دار الكلم الطيب / دار العلوم الانسانية – دمشق الطبعة: الثانية، 1418 ھ 1998 ء)

[34] (الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، باب ما جاء في إعراب القرآن وتعليمه والحث عليه، وثواب من قرأ القرآن معربا، 24/1، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384ھ 1964 ء)

[35] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع والسبعون: في معرفة تفسيره وتأويله وبيان شرفه والحاجة إليه، 199/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/1974ء)

**فائدہ:۔** اگر یہ حدیث صحیحہ ہو تو نفسِ اعراب سنت اور اس کی ہیات کذائیہ (اصطلاح) بدعت ہوں گی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے: فرمایا کرتے تھے کہ اعرابِ قرآن ہم کو اس کے حروف کی حفاظت سے زائد محبوب ہے۔[(36)]

## نقطے بدعت:۔

ابن خَلّکان بیان کرتے ہیں کہ ابوالاسود (علم نحو کے موجد) نے جب ۶۹ھ ایک شخص کو آیت "ان اللہ بری ءمن المشرکین ورسولہ"۔ غلط پڑھتے ہوئے سنا کہ وہ بجائے "رسولُہ" کے کسرہ لام کے ساتھ "ورسولِہ" پڑھ رہا ہے۔ جس سے معنٰی کا فساد ظاہر ہے تو ابوالاسود کو یہ چیز نہایت ہی ناگوار گذری عزم کیا کہ قرآن پر اعراب لگاؤں۔ چنانچہ ابوالاسود نے دس اشخاص کو منتخب کرکے آیات قرآنیہ پر اعراب لگانے شروع کردیے ابتدائی مرحلہ پر اعراب کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ آیات قرآنیہ کی سیاہی سے مختلف ایک رنگ سے نقطے قائم کئے کہ فتح کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کے کنارہ پر اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور تنوین کے لیے دو نقطوں کو مقرر کیا گیا۔ اس شکل سے قرآن از اول تا آخر معرب (اعراب والا) کر لیا گیا۔[(37)] اس ایجاد کے بعد کئی بدعات کا اضافہ ہوا ملاحظہ ہو۔

## مزید بدعات:۔

کچھ عرصہ تک ابوالاسود کی صنعت چلتی رہی بعد کو امام النحو ابوعبدالرحمن خلیل کے زمانہ میں اس صنعت کو ترقی ہوئی اور فتح کے لئے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اس ایجاد نے ایسی ترقی اور مقبولیت اختیار کی کہ عرب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں۔ قرطبّی فرماتے ہیں: کہ مُصْحَفِ قرآنی پر اعراب اور نقطوں کی تعیین عبدالملک بن مروان کے حکم سے ہوئی اس کے واسطے حجاج بن یوسف مقام واسطہ میں فارغ و یکسو ہو کر بیٹھا اور اس عظیم الشان مقصد کے ساتھ حجاج نے قرآن کے اجزاء کا تجزیہ اور تیس پاروں پر تقسیم بھی کی۔ تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجاج ہی کے زمانہ میں اَعْشَار[(38)] اور رکوع مقرر کئے گئے۔

عبدالملک بن مروان نے اسی خدمت کے لئے حسن بصری اور یحیٰ بن یعمر کو بھی مقرر کیا زبیدی کتاب "الطبقات" میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مُصْحَفْ پر نقطے ابوالاسود نے قائم کئے یحیٰ بن ابی بیان کرتے ہیں کہ ابتداء قرن میں مُصْحَفْ قرآنی نقطوں اور اعراب سے خالی تھا۔ سب سے اول امت کے علماء نے "ب، ت، ث" نقطے قائم کئے اور جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ تو "نور علی نور" ہے۔ پھر ختم آیات پر علامت کے طور پر نقطے لگائے گئے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۶۳ جلد اول)[(39)]

یہ جملہ محلِ نظر ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

**انتباہ:۔** مذکورہ بالا عبارت دیوبندی پارٹی کا ایک شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار (سندھ) نے اس بدعت پر تحسین و آفرین فرمائی ہے۔

بہر حال اس طرح امت نے کتاب الٰہی کی حفاظت اور اس کی خدمت کا اہتمام کیا کہ تاریخِ عالم اس کی مثال سے عاجز ہے روئے زمین کے مسلمانوں نے مصاحف قرآنیہ کے لیے اس طرز کو پسند کیا اور مشرق و مغرب کے تمام بلاد میں مصاحف قرآن اس طرح طبع ہونے لگے اور "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا

---

[36] )( الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع والسبعون: في معرفة تفسيره وتأويله وبيان شرفه والحاجة إليه، 198/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/1974ء)

[37] )( مناهل العرفان في علوم القرآن، المبحث العاشر فی کتابة القرآن ورسمه ومصاحفه ، حكم نقطه وشكله ، 409/1 ، الناشر : مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[38] قرون اولیٰ کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد حاشیہ پر لفظ خمس یا خ اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ عشر یا ع لکھ دیتے تھے پہلی قسم علامتوں کو اخماس اور دوسری قسم کی علامتوں کو اَعْشَار کہا جاتا تھا

[39] )( الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، باب ما جاء في ترتيب سور القرآن وآياته، وشكله ونقطه، وتحزيبه وتعشيره، وعدد حروفه وأجزائه وكلماته وآيه، (فصل) وأما وضع الأعشار، 63/1، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964ء)

لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "میں کتاب اللہ کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ بحمدہ تعالیٰ پورا ہو کر رہا اور ان شاء اللہ تعالی قیامت تک اسی طرح قرآن کریم محفوظ رہے گا کہ اسکے کسی زبر زیر میں کوئی تغییر و تبدیلی پر قادر نہ ہو سکے گا۔ (التحریر صفحہ ۱۶۴)[40] اس سے پہلے بھی بدعتِ ہذا پر اظہار خیال فرمایا کہ اعراب قرآن شریف کی ایک اہم بنیاد اور صحتِ قرآن لئے۔۔۔ تھا اللہ نے امت کے برگزیدہ افراد کو اس کی توفیق دی کہ اس عظیم خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

### ۳۰ پاروں کی تقسیم اور ان کے اسماء بدعت:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صدیوں تک قرآن مجید کی تقسیم ۳۰ پاروں پر اور ان کے اسماء مثلاً پارہ اول کا نام "الم" وغیرہ نہ تھے لیکن آج کل قرآن کریم میں اجزاء (پاروں) کی تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لئے آسانی کے خیال سے تیس مساوی حصوں پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ چونکہ بعض اوقات بالکل ادھوری بات پر پارہ ختم ہو جاتا ہے یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تیس پاروں کی تقسیم کس نے کی ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُصْحَفْ نقل کراتے وقت انہیں تیس مختلف صحیفوں میں لکھوایا تھا لہذا یہ تقسیم آپ کے زمانے کی ہے لیکن متقدمین کی کتابوں سے اس کی کوئی دلیل نہیں ملی۔ البتہ علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے کہ قرآن کے تیس پارے مشہور چلے آتے ہیں مدارس کے قرآنی نسخوں میں ان کا رواج ہے۔ (البرھان صفحہ ۲۵۰ جلد اول و مناہل العرفان جلد اول صفحہ ۴۰۲)[41]

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم عہدِ صحابہ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لئے کی گئی ہے۔ واللّٰہ اعلم

## تبصرہ اویسی غفرلہ

صحاح ستہ کے علاوہ تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی "تلاوت القرآن" اور" قرأة القرآن فی الصلوة" مُنْدَرَجْ (لکھا ہوا ہے) ہے۔ ہر جگہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں نماز میں فلاں سورۃ پڑھی۔ یہ کہیں نہیں کہ آپ نے فلاں نماز میں فلاں پارہ پڑھا یہی کیفیت صدیوں تک چلی آرہی ہے یہاں تک کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے " اتقان" میں جب بھی کوئی نئی بدعت جاری ہوئی اسے تفصیل سے بتایا آخر میں ان کی یہ تحقیق خلاصہ کے طور پر عرض کروں گا (ان شاء اللہ)۔

ثابت ہوا کہ یہ دونوں بدعتیں دراصل ساٹھ بدعات ہیں نناویں صدی تک ناپید ہیں اور اب ان کا اتنا غلبہ ہے کہ ہر ملک کے قرآن مجید انہیں بدعات پر مشہور ہیں یہ نظارہ مسجد نبوی شریف میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید غیر ممالک سے آتے ہیں۔

تیس پارے مع اسماء معروفہ مطبوعہ ہیں تفیر کا مخالفین پر سوال ہے کہ یہ ساٹھ بدعات تمہیں کیسے ہضم ہو رہی ہیں؟ اور یہ بھی بتایئے ان بدعات کا مُوجِدْ کون ہے؟ اور کس تاریخ سے ان بدعات کا آغاز ہوا؟ جب کہ تمہیں درود تاج شریف وغیرہ وغیرہ پر مُصَنِّفْ اور اس کی تاریخِ آغاز وغیرہ پر اعتراض ہے تو قرآن مجید بھی پڑھنا چھوڑ دو!۔

### تین پارے اور ان کے نام:۔

---

[40] ):التحرير والتنوير ،المقدمة السادسة ، 53/1 ، الناشر : الدار التونسية للنشر – تونس سنة النشر : 1984 هـ)

[41] )(البرهان في علوم القرآن ،النوع الرابع عشر : معرفة تقسيمه بحسب سوره وترتيب السور والآيات وعددها ، 250/1 ، الناشر : دار إحياء الكتب العربية عيسى البأبي الحلبي وشركائه ،الطبعة: الأولى، 1376 هـ 1957 )

امام سیوطی نے "کتاب الاتقان" میں جس قدر احادیث وروایات واقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمائے اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد ۵۴۰ رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ۲۷ ویں شب میں شب قدر ختم ہو۔[42]

### جدول اسامی تیس پارہ قرآن شریف:۔

(۱):۔الم /(۲):۔ سیقول/ (۳):۔تلك الرسل/(۴):۔لن تنالوا /(۵):۔ والمحصنت/ (۶):۔ لا یحب الله/(۷):۔واذا سمعوا/(۸):۔ ولو اننا/(۹):۔ قال الملاء/(۱۰):۔ واعلموا/(۱۱):۔ یعتذرون/(۱۲):۔ وما من دابة /(۱۳):۔وما ابری /(۱۴):۔ ربما/(۱۵):۔ سبحن الذي (۱۶):۔قال الم/(۱۷):۔ اقترب/(۱۸):۔ قد افلح/(۱۹):۔وقال الذین/(۲۰):۔امن خلق(۲۱):۔ اتل ما أوحی /(۲۲):۔ ومن یقنت /(۲۳):۔ومالی/(۲۴):۔فمن الظلم /(۲۵):۔إلیه برد/(۲۶):۔ حم / (۲۷):۔ قال فما خطبکم /(۲۸):۔ قد سمع الله /(۲۹):۔تبرك الذي /(۳۰):۔عمّ۔

### قرآن مجید کی ہر سورۃ کے ابتداء میں:۔

"هذہ سورة مکیه "اور" مدنیه ، و هی سبع آیات "وغیرہ لکھنا بدعت ہے۔آج وہ کون سا قرآن مجید ہے کہ جس کی ہر سورت کے آغاز میں نہ لکھا جاتا ہو کہ سورہ مکیہ اور مدنیہ۔۔الخ۔اس سے پہلے زمانہ میں کتنا کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے "اتقان "میں اکابر کے چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ

"وأخرج ابن أبي داود عن النخعي أنه كان يكره العواشر والفواتح وتصغير المصحف وأن يكتب فيه سورة كذا وكذا فقال امح هذا فإن ابن مسعود كان يكرهه وقال الحليمي: تكره كتابة الأعشار، والأخماس وأسماء السور وعدد الآيات فيه لقوله: "جردوا القرآن الخ"۔[43]

**ترجمہ:۔** امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ عواشر اور فواتح کو اور حمائل معروفہ کو یونہی اَعشَار اور آیہ کا نشان لگانے کو مکروہ کہتے ہیں۔یونہی ان کے ہاں ایک قرآن مجید لایا گیا اس کی ہر سورۃ پر اس کا نام لکھا تھا فرمایا: اسے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ مکروہ کہتے ہیں۔یونہی حلیمی نے فرمایا: اَعشَار سورہ اس دو سورتوں کے نام اور آیات کے نمبرات لکھنا مکروہ کیونکہ فرمان ہے: قرآن کو تمام زوائد سے خالی رکھیں۔

وہابی دیوبندی بتائیں کہ مذکورہ بالا امور لکھنا کس حدیث شریف میں یا کس زمانہ سے اس کا جواز نکل آیا اور کیوں؟ جب کہ اَسلاف صالحین اسے مکروہ لکھ رہے ہیں۔

### علامات رکوع (ع) بدعت ھے:۔

یادرہے کہ قرآن مجید میں رکوع کی تعیین قرآن کریم کے مضامین کے لحاظ سے کی گئی ہے یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت حاشیہ پر حرف عین (ع) بنادی گئی۔ جستجو کے باوجود مستند طور پر یہ علم نہیں ہو سکا کہ رکوع کی ابتداء کس نے کی اور کس دور میں کی البتہ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اس علامت کا

---

[42] (الفتاوي الهندیه , کتاب الصلاة ,الباب التاسع في النوافل , فصل في التراویح ,118/1 ، الناشر : دار الفکر الطبعة: الثانیة، 1310 ھ)

[43] (الإتقان في علوم القرآن،النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط ،185/4،مطبوعه الهیئة المصریة العامة للکتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

مقصد آیات کی ایسی متوسط مقدار کی تعیین ہے۔ جو ایک رکعت میں پڑھی جاسکے اوران کو وہ اس لئے کہتے ہیں کہ نماز میں اس جگہ پہنچ کر رکوع کیا جائے۔(فتاویٰ عالمگیری فصل التراویح صفحہ ۹۴ جلد اول)[44]

**نوٹ:**۔ قرآن مجید کی دیگر لاکھوں بدعات کے ساتھ یہ ۵۵۸ بدعات کو شامل کر لیئے تاکہ بدعت کے مفتیانِ کرام کے قُلوب جلنا چاہیں تو انہیں خوب جلائیں اجرِ عظیم حاصل ہوگا۔

## علامات الربع، النصف، الثالث بدعت ھیں:۔

قرآن میں "رُبع، النِصف، الثُلُثْ "دورِ صحابہ ثلاثہ کے بعد یہ بدعات ایجاد کی گئیں اور تقریباً ہر ملک کے مطبوعہ قرآن مجید کے حاشیہ میں نمایاں لکھے نظر آتے ہیں اس بدعت پر بدعت کے مفتیوں نے کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی بلکہ اس پر سختی سے عامل ہیں۔[45]

## بدعتِ رُموزِ اوقاف:۔

تلاوت اور تجوید کی سہولت کے لئے ایک اور مفید کام یہ کیا گیا کہ مختلف قرآنی جملوں پر ایسے اشارے لکھ دیے کہ جن سے علم ہو کے اس جگہ سانس لینا کیسا ہے۔ان اشارات کو رموز اوقاف کہتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک غیر عربی داں انسان بھی جب تلاوت کرے تو صحیح مقام پر وقف کر سکے اور غلط جگہ سانس توڑنے سے معنی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوان میں سے اکثر رُموز سب سے پہلے علامہ ابو عبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی نے وضع فرمائے اور "النشر في القرآت العشر "صفحہ ۲۲۵ جلد اول" میں ان رُموز کی تفصیل یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کے لئے وقف (آیت پر ٹھرنا) اور وصل (دوسری آیت سے ملانے) کا علم اہم اور ضروری ہے۔اوقاف کے بغیر، معانی قرآن اور معارفِ کلامِ الٰہی سے واقفیت حاصل نہیں ہو سکتی[46] اور اوقاف کے ذریعہ مذہبِ حقہ اہل سنت وجماعت اور بدمذہب معتزلہ سے تمیز ہوسکتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم "ورتل القرآن ترتيلاً" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ اوقاف کا خیال رکھے اور حروف کو ٹھیک طور پر تجوید سے پڑھے۔ابن الانباری فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی پوری معرفت بھی حاصل ہوتی ہے جب وقف اور ابتداء کی پہچان ہو لہذا علمِ اوقاف[47] قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا واجب ہے۔

امام نحاس فرماتے ہیں: صحابہ کرام علم اوقاف کو ایسا ہی سیکھتے تھے جیسے قرآن شریف کو۔[48] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ آٹھ سال میں پڑھی اور اس کے ختم پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا یعنی اونٹ ذبح کیا اور غرباء و مساکین وغیرہم کو کھلایا۔[49]

(موطا امام مالک صفحہ ۷۰)

انہیں سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تھی تو ہم اسکے حلال اور حرام (یعنی حلال چیز کا استعمال اور حرام کام سے پرہیز کرتے تھے) کو سیکھتے تھے اور ساتھ ہی اوقاف کا علم بھی آج کل یہ حالت ہے کہ ہم سارا قرآن کئی بار اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں اور تراویح میں سن لیتے ہیں مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی نے سچ کا حکم فرمایا ہے کہ اس پر عمل کریں اور اس چیز سے منع فرمایا ہے کہ اس سے باز رہیں لہذا قسم قِسم کے وبال میں مبتلا ہیں بلکہ اس بے عملی سے ہلاکت اور تباہی کا اندیشہ ہے جیسا کہ پہلی قوموں کے ساتھ ہوا اللہ تعالی اہلِ اسلام کو نیک کاموں کی توفیق عطاء کرے۔[50]

---

[44] )(الفتاوي الهنديه ,كتاب الصلاة ,الباب التاسع في النوافل , فصل في التراويح ,118/1 . الناشر: دار الفكر الطبعة: الثانية, 1310 هـ)

[45] )(مناهل العرفان في علوم القرآن .المبحث العاشر فى كتابة القرآن ورسمه ومصاحفه . حكم نقطه وشكله .409/1 . الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[46] )(االنشر في القراءات العشر .فصل فى التجويد جامع للمقاصد حاوى . 209/1 .مطبوعه المطبعة التجارية الكبرى)

[47] علم اوقاف وہ ہے کہ قرآن مجید کی کس آیت پر ٹھہرنا چاہئے اور کس پر نہیں۔

[48] )(الإتقان في علوم القرآن .النوع الثامن والعشرون: في معرفة الوقف والابتداء .282/1 .مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

[49] )(موطأ الإمام مالك .كتاب القرآن . باب ما جاء في القرآن . 205/1 . الحديث . 11 .الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان .عام النشر: 1406 هـ 1985 ء)

[50] )(الإتقان في علوم القرآن .النوع الثامن والعشرون: في معرفة الوقف والابتداء .282/1 .مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

(آمین بجاہ نبیک الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

## بدعت رموز اوقاف

یہ ہیں وقف کی رمزیں اے جان من　　　　سمجھ خوب لے گرچہ ہیں یہ کٹھن

م:۔یہ وقف لازم کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا واجب ہے نہ ٹھہرے گا تو گنہگار ہوگا بلکہ بعض جگہ نہ ٹھہرنے سے خوف کفر ہے۔

ط:۔علامت وقف مطلق کی ہے یہاں بھی وقف (ٹھہرنا) ضروری ہے نہ کرنے میں گناہ نہیں مگر ثواب سے محرومی ہے۔

ج:۔وقف جائز کی علامت ہے اگر وقف کرے یا نہ کرے جائز ہے لیکن کرنا بہتر ہے۔

ز:۔علامت وقف مجوز کی ہے یہاں وصل (ملانا) بہتر ہے اگر دم ٹوٹے تو وقف کر دے کچھ مضائقہ نہیں۔

ص:۔علامت وقف مرخص کی ہے یعنی رخصت اس کا حکم بھی مثل زا کے ہے۔

لا:۔علامت عدم وقف (یعنی وقف نہ کرے) کی ہے بہتر یہی ہے کہ وقف نہ کرے اور اگر دم ٹوٹ جائے تو بعض کے نزدیک دوبارہ وصل کرے۔

قف:۔"یوقف علیہ" (اس مقام پر ٹھہرا جاتا ہے) کی علامت ہے جہاں یہ گمان ہو کہ پڑھنے والا وصل کرلے گا وہاں وقف (ٹھہرنا) کی علامت لکھی جاتی ہے۔

سکتہ:۔یہاں ذرا سا ٹھہرا جائے سانس نہ توڑے۔

وقفہ:۔لمبے سکتے کی علامت ہے یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں پڑھنے والا اس سے کم ٹھہرے۔

صل:۔"قد یوصل" (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) یہاں وَصل (ملانا) اولی اور وقف احسن ہے۔

صلے:۔الوصل (ملانا) اولی کی علامت ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ۛ:۔آیت کی علامت ہے یہاں وقف کیا جائے اگر آیت پر (لا) ہو تو ترک وقف اولی ہے ہاں بضرورت ٹھہر جائے۔[51] قرأ میں یہی سورۃ فاتحہ میں:

"الحمد للہ رب العٰلمین۞الرحمٰن الرحیم۞مٰلک یوم الدین۞"۔۔۔

بعض لوگ "عالمین" پر بلا ضرورت وقف کرتے ہیں حالانکہ مطلق "یوم الدین" پر ہے۔اس پر امام جزری (شافعی) کی کتاب سے استشہاد کیا جاتا ہے کہ ابی ملیکہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت کرتے تو فرماتے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پھر وقف کرتے پھر "الحمد للہ رب العٰلمین" کہتے تو وقف کرتے پھر "الرحمٰن الرحیم" پر اسی طرح الخ۔[52]

(زبدہ بحوالہ جھد المقل للمرعشی صفحہ ۷۷ مطبوعہ میرٹھ)

لیکن مشکوۃ صفحہ ۱۹۱ مجتبائی باب آداب القرآن اور اس کے حاشیہ پر اور اشعۃ اللعمات شرح مشکوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۴ نولکشور اور مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ میں ہے کہ "ابن أبي مليكة لم ير أم سلمة"[53] یعنی ابو طیکہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو

---

[51] (زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، مقدمہ، رموز و اوقاف کی تاریخ، ج 1، ص 50 الی 51، مطبوعہ رابطہ انٹرنیشنل پاکستان، سن اشاعت 1420ھ/ 1999ء)

[52] (جهد المقل للمرشعي، المبحث حادى عشر فى الوقف، خاتمة، الفصل الرابع، ج 1، ص 261 الی 262، مطبوعہ دار عمار للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، 1429ھ/2008ء)

[53] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، باب [آداب التلاوة ودروس القرآن]، 1504/4، الناشر: دار الفكر، بيروت–لبنان الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002ء)

نہیں پایالہذا بعضوں نے کہاکہ یہ روایت (جزری) لائق حجت کے نہیں اور نہیں پسند کرتے ہیں اہلِ بلاغت اور وقفِ تام "ملک یوم الدین" پر ہے("عالمین"پر نہیں)،اس لئے کہ حدیث،لیث کی صحیح ترہے۔(طیبی)

جمہور نے جواب دیاہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کاوقف کرنااس لئے تھاکہ معلوم کروادیں سننے والوں کو سرے آیتوں کے (واللّٰہ اعلم)۔[54]

حنفیہ کے نزدیک بھی (ملک یوم الدین) پر ہی وقف کرتے ہیں (الرحمن) کے الف پر جو بعض لوگ زبر پڑھتے ہیں وہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ رَسمُ الخَطّ عرب وعجم مصر وغیرہ مطبوعہ کلام مجید میں کسی میں بھی "الرحمن" کے الف پر زبر نہیں۔

## بدعت مراقبہ:۔

اگر کوئی عبارت تین تین لفظوں کے درمیان گھری ہوئی ہو توپڑھنے والے کواختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کرے دوسرے نقطوں پر وصل کرلے یاپہلے پر وصل دوسرے پر وقف اس کو مُعَانَقَہ یامُرَاقَبَہ کہتے ہیں۔[55]

تمام قرآن میں معانقے متقدمین کے نزدیک ۱۶ہیں اور متاخرین کے نزدیک ۱۸ یہ بھی اکثر قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔بدعت ہے۔

## قرآن کی منزلیں:۔

قرآن کریم کی سات منزلیں ہیں اور "فمی بشوق" کے جملہ میں جمع ہیں یعنی:

منزل اول:۔سورۃ فاتحہ سے شروع ہو کر سورہ نساء کے اخیر تک تقریباسواچھ پاروں کی ہے۔

منزل دوم:۔سورہ مائدہ سے سورہ توبہ کے آخر تک تقریباًپانچ پارہ کی۔

منزل سوم:۔سورہ یونس سے سورہ نحل کے اخیر تک پونے چار پارہ کی۔

منزل چھارم:۔سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان کے اخیر تک سواچار پارہ کی ہے۔

منزل پنجم:۔سورہ شعراء سے سورہ یسین کے اخیر تک چار پارہ کی۔

منزل ششم:۔سورہ والصافات سے سورہ حجرات تک ساڑھے تین پارہ کی۔

منزل ھفتم:۔سورہ ق سے اخیر قرآن تک سواچار پاروں کی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم ایک ماہ میں ختم کرلیامیں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا: دس دن میں پھر عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے تو فرمایا: سات دن میں اور اس پر نہ بڑھااور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب جمعہ کو قرآن شریف شروع فرماتے اور پنج شنبہ کو ختم کرتے شاید سات منزلیں "فمی بشوق" کی یہیں سے نکالی ہیں تین دن سے کم قرآن کا ختم خلاف اولی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھااس نے سمجھا نہیں۔[56] (ابو داود ، ترمذی ، نسائی)

اس شخص کے لئے جسے حفظ وآسانی اور وسعت زمانہ میں ہو اور جب خَرقِ عادت بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کہ اکثر صحابہ ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے امام اعظم رحمۃاللہ علیہ ۲ سال،ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے رہے بعض نے مغرب اور عشاء کے مابین چار ختم کئے یہ بطور کرامت ہے۔

(خیرات الحسان وغیرہ)[57]

---

[54] )(الكاشف عن حقائق السنن،كتاب فضائل القرآن ، باب [آداب التلاوة ودروس القرآن]،1689/5 ،الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة الرياض) الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1997ء)

[55] )(معجم علوم القرآن، الواو، وقف المراقبة،335/1 ،الناشر: دار القلم – دمشق الطبعة: الأولى، 1422 هـ 2001ء)

[56] )(سنن ابو داود، أبواب قراءة القرآن وتحزيبه وترتيله،باب في كم يقرأ القرآن،54/2 ، الحديث 1390 ،الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت)

[57] )(الخیرات الحسان،مترجم جواھر البیان،فصل 14،عبادات میں آپ کی کوشش،77/1،مطبوعہ مکتبہ حقیقیہ،سن اشاعت 2001ء)

## رموزِ اوقاف:۔

سہولیت کے لئے نقشہ ذیل پر غور فرمارہے ہیں۔

ۛ جہاں آیت کی علامت ہو وہاں ٹھہرنا چاہئے۔

م:۔اس جگہ وقف کرنا ضرور ہے اور نہ کرنا برا ہے بلکہ بعض جا خوف کفر ہے۔

ط:۔یہ وقف مطلق کی علامت ہے ٹھہرنا چاہئے۔

ج:۔یہاں وقف و وصل دونوں برابر ہیں۔

ڗ:۔یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص:۔وقف مرخص اس جگہ دم ٹوٹ جاتا ہو تو وقف جائز ورنہ وصل بہتر ہے۔

صلے:۔مخفف وصل اولیٰ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق:۔قیل علیہ الوقف ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

قف:۔صیغہ امر از وقف یہاں وقف کرنا درست ہے اگر نہ ٹھہرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

سکتہ:۔یہاں پر تھوڑا ٹھہرے سانس نہ توڑے۔

وقفہ:۔سکتہ طویل کی علامت یعنی سانس لینے سے کم ٹھہرے سانس کو نہ توڑے۔

لا:۔بغیر آیت کے ہو تو وہاں ہرگز نہ ٹھہرے۔

صل:۔صیغہ امر از وصل ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ضیح:۔جہاں دو علامتیں ہوں ان میں سے اوپر کی علامت کا اعتبار کرنا چاہئے۔[58]

## قرآن کی منزلیں یعنی جدول منازل "فمی بشوق"

سہولت کے لئے نقشہ ذیل پر غور فرمائیں۔

| ف | م | ی | ب | ش | و | ق |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مراد سورہ فاتحہ | سورہ مائدہ | سورہ یونس | سورہ بنی اسرائیل | سورہ شعراء | سورہ الصّٰفّٰت | سورہ ق |
| منزل اول | منزل دوم | منزل سوم | منزل چہارم | منزل پنجم | منزل ششم | منزل ہفتم |
| اول سورہ | سورہ مائدہ | سورہ یونس | سورہ اسرائیل | سورہ الشعراء | سورہ الصّٰفّٰت | سورہ قاف |
| فاتحہ سے | بروز | بروز | بروز | بروز | بروز | بروز |
| روز جمعہ | شنبہ آخر سورہ | یک شنبہ آخر سورہ | دوشنبہ آخر | سہ شنبہ آخر | چہار شنبہ آخر | پنجشنبہ آخر |
| فاءتک | برأۃتک | سورہ نحل تک | سورہ فرقان تک | سورہ یٰسین تک | سورہ حجرات تک | قرآن شریف تک |

---

[58] (زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، مقدمہ، رموز واوقاف کی تاریخ، ج1، ص50 الی 51، مطبوعہ رابطہ انٹرنیشنل پاکستان، سن اشاعت 1420ھ/1999ء)

# بیان قرآن شریف کے حرفوں کے زیر، زبر، پیش مع دیگر حرکات ونقاط و کلمات و آیات وغیرہ

## بدعات کے خلاصے:۔

نقاط:۔۱۰۵۶۸۴/مدات:۔۱۷۷۱/تشدیدات:۔۱۲۵۳/سورۃ:۔۱۱۴/رکوع:۔۵۴۰/اَعْشَارْ کوفی:۔۴۳۳/اَعْشَارْ بصری:۔۶۲۳۱/اغماس کوفی:۔۱۸۴۷اغماص بصری:۔۱۲۴۶/آیات کوفی:۔۶۲۳۶/آیات بصری:۔۶۲۱۶/آیات شامی:۔۶۲۹۰/آیات مکی:۔۶۲۱۲/آیات مدنی:۔۶۲۱۴/آیات عامہ:۔۶۶۶۶/کلمات:۔۸۶۴۳۰/محذوف:۔۳۲۱۲۶۷۰/ضمات:۔۵۳۲۴۳/ضمات:۔۸۸۰۴/کسرات:۔۳۹۵۸۲۔

مع ۱۵(عند المتقدمین)، مع ۱۸(عند المتاخرین)، سجدہ ۱۴اتفاقی، سجدہ ۱۵اختلافی۔

قرأت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی کل آیتوں میں ایک ہزار آیت وعدہ، ایک ہزار وعید، ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار مثل، ایک ہزار قصص، ۵۰۰آیت حلال و حرام، ایک سو ادعیہ اور ۱۶۶ آیتیں منسوخ شاملات تلاوت قرآن مجید ہیں۔

## مخارج حروف کا بیان:۔

(ء،ھ):۔ابتدائے حلق سے۔

(ع،ح):۔وسط حلق سے۔

(غ،خ):۔انتہائے حلق سے۔

(ق):۔ابتدائے بیچ زبان اور اوپر تالو سے۔

(ک):۔ابتدائے بیچ زبان سے اور اوپر کے تالو سے تھوڑا سا تلاف کے مخرج سے ہٹ کر۔

(ج،ش،ی):۔زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے۔

(ض):۔زبان کے کنارے اور دانتوں کے گرہ کے پاس سے یعنی سارے کنارے زبان کے لگانے سے بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف سے مگر بائیں طرف سے آسان ہے۔

(ل):۔زبان کی نوک کے پاس اور اوپر کے تالو سے۔

(ن):۔زبان کے سر اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔

():۔زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد ان کے مخرج کے۔

(ط،د،ت):۔زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے جڑ سے۔

(ظ،ذ،ث):۔زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے۔

(ف):۔نیچے کے دانت کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کاٹ سے۔

(ب،م،ن):۔ہونٹوں کے بیچ میں سے ہے۔

نوٹ:۔مخارج حروف کی تعلیم و مشق بدعت ہے۔[59]

## تعداد ھر حرف مفرد کلام مجید:۔

الف:۔۴۸۸۵۶/ب:۔۱۱۴۲۸/ت:۔۱۰۱۹۹/ث:۔۱۲۷۶/ج:۔۳۲۷۳/ح:۔۳۷۹۳/خ:۔۳۴۱۶/د:۔۵۶۰۲/ذ:۔۴۶۷۷

---

59 )(الإتقان في علوم القرآن، النوع الرابع والثلاثون: في كيفية تحمله، ج1، ص347 الى 349، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

ر:۔۱۱۷۹۳/ز:۔۱۵۹۰/س:۔۵۸۹۱/ش:۔۲۲۵۳/ص:۔۲۰۱۲/ض:۔۱۶۰۷/ط:۔۱۲۷۷/ظ:۔۸۴۲/ع:۔۹۲۲۰/غ:۔۲۳۰۸

ف:۔۸۴۹۹/ق:۔۶۸۱۳/ک:۔۹۵۰۰/ل:۔۳۰۳۲/م:۔۲۶۵۶۰/ن:۔۴۵۱۹۰/و:۔۲۵۵۳۶/ھ:۔۹۹۰۷/لا:۴۷۲۰/ی:۔۴۵۱۱۹

# بدعت اخماس اوراَعُشارُ

قُرُونِ اُولٰی (پہلے زمانے) کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد حاشیہ پر لفظ خمس یاخ اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ عشر یاع لکھ دیتے تھے پہلی قسم علامتوں کو اخماس اور دوسری قسم کی علامتوں کو اَعْشَارْ کہا جاتا تھا[60] (مناھل العرفان صفحہ ۴۰۳) میں ہے کہ علماء متقدمین میں یہ اختلاف بھی رہا ہے کہ بعض حضرات ان علامتوں کو جائز اور بعض مکروہ سمجھتے تھے یقینی طور سے یہ کہنا ہی مشکل ہے کہ یہ علامتیں سب سے پہلے کس نے لگائیں ایک قول یہی ہے کہ اس کا مؤجِدْ حجاج بن یوسف تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے عباسی خلیفہ مامون نے اس کا حکم دیا تھا۔[61]

(البرہان صفحہ ۲۵۱ جلد اول)

لیکن یہ دونوں اقوال اس لئے درست معلوم نہیں ہوتے کہ خود صحابہ کے زمانے میں اَعْشَارْ کا تصور ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اَعْشَارْ کا نشان ڈالنے کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن طریقہ اب متروک ہے مکروہ ہونے کے باوجود خیر القرون میں صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اس بدعت کے عامل (عمل کرنے والے) تھے۔[62]

## قرآن کریم کی طباعت کے لئے بدعت پریس:۔

جب تک پریس ایجاد نہیں ہوا تھا قرآن کریم کے تمام نسخے قلم سے لکھے جاتے تھے اور اس دور میں ایسے کاتبوں کی ایک بڑی جماعت موجود رہی ہے جس کا کتابتِ قرآن کے سوا مشغلہ نہیں تھا۔ قرآن کریم کے حروف کو بہتر سے بہتر انداز میں لکھنے کے لئے مسلمانوں نے جو محنتیں کی اور جس طرح اس عظیم محنت کے ساتھ اپنے والہانہ شغف کا اظہار کیا اس کی ایک بڑی مفصل اور دلچسپ تاریخ ہے جس کے لئے مستقل تصنیف چاہئے یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔ پھر جب پریس ایجاد ہوا تو سب سے پہلے ہیمبرگ (Hamburg) کے مقام پر ۱۱۱۳ھ میں قرآن کریم طبع ہوا جس کا ایک ایک نسخہ اب تک "دار الکتب العربیہ" میں موجود ہے۔

**نوٹ:۔** کوئی کہے کہ یہ ایک ضرورت تھی جس کے بغیر قرآن کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی یہی ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے کسی امر کے لئے کسی دوسرے نئے امر کو کام میں لانا بدعت ہے لیکن ایسی بدعت سیئہ (بری) نہیں بلکہ اس کا نام بدعت حسنہ ہے اس پر عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے اور یہ بدعت حدیث "کل بدعت ضلالہ" کی زد میں نہیں آئے گیا۔ (ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون)

## یسرنا القرآن، نورانی قاعدہ، ملتانی قاعدہ بھی تو بدعت ہیں:۔

یہ قاعدے قرآن مجید کی تعلیم سے پہلے بچوں کو پڑھانا واجب سمجھا جاتا ہے لیکن ہیں یہ بدعت۔ چودھویں صدی کی پیداوار ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے اس کا نام "یسرنا القرآن" کا قاعدہ قادیانیوں کی۔۔۔۔ لکھا تھا۔ (ماہنامہ اسرار تصوف لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

## تبصرہ عنوان میں لکھا ہے کہ۔

---

[60] (مناهل العرفان في علوم القرآن. المبحث العاشر فى كتابة القرآن ورسمه ومصاحفه . حكم نقطه وشكله .410/1 . الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[61] (البرهان في علوم القرآن. النوع الرابع عشر: معرفة تقسيمه بحسب سوره وترتيب السور والآيات وعددها .251/1 . الناشر: دار إحياء الكتب العربية عيسى البابى الحلبي وشركائه. الطبعة: الأولى، 1376 هـ 1957)

[62] (الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي. باب ما جاء في ترتيب سور القرآن وآياته، وشكله ونقطة، وتحزيبه وتعشيره، وعدد حروفه وأجزائه وكلماته وآيه. (فصل) وأما وضع الأعشار .64/1. الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964 ء)

یسرنا القرآن :۔ عموماً ہر مسلمان پڑھتا ہے اور تقریباً مدارس و مکاتیب اور ہر چھوٹے دیہات و بلاد (شہر) میں اس کا بڑا رواج ہے لیکن اس کی بدعت سے کس کو خوف نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم کے لئے اس قاعدہ کو نہایت لازم کیا جاتا ہے جب کہ کسی کو قرآن پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے تو اسے یہی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور یہ مختلف مؤلفین کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ بدعت کی رٹ لگانے والے سوچ کر جواب دیں کہ "یسرنا القرآن" کی بدعت پر عمل کیوں جب کہ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اس کا موجد مرزائی فرقہ ہے جو بالاتفاق کافر و مرتد ہے اگر نہ سہی تو ہم سے دردو تاج اور دیگر دینی امور کی تاریخ اور اس کے مؤلف کے متعلق ستانا بے سود ہے۔

ثابت کیجے کہ "یسرنا القرآن" وغیرہ کا وجود خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں تھا۔ بعد کو کب سے یہ شاملِ اسلام ہوا اور اسکی تعلیم وتدریس حرام ہے یا جائز؟

## تحفہ:۔

وہابی دیوبندی عجیب مخلوق ہے کہ میلاد شریف کو بدعت اس لئے ٹھہراتے ہیں کہ میلاد شریف ہیت کذایہ (اصطلاح) کا موجد ایک اربل بادشاہ تھا اس لئے حرام ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تحفہ اربل" میں ہے لیکن وہابیوں، دیوبندیوں کو حجاج ظالم اور مرزائیوں کی ایجاد کردہ بدعات حلال اور قابلِ عمل۔

## دیواروں کا آیات قرآنیہ سے سجانا:۔

آج کل سنی مسلمان جس میں دیوبندی وہابی بھی شامل ہیں کہ دیواروں بالخصوص مساجد کی دیواروں کو آیاتِ قرآنی سے سجاتے ہیں مساجد کی دیواریں آیاتِ قرآنیہ سے مزین کی جاتی ہیں اس بدعت کے خلاف کبھی وہابیت اور دیوبندیت نہیں چیخی۔

## مزید برآں:۔

نہ صرف دیواروں پر قرآن مجید لکھنا بلکہ مساجد کو عروس کنوار سے بڑھ کر سنوارا جاتا ہے پھر اس کاروائی پر خوشی سے جھوم کر پڑھا جاتا ہے۔

اگر جنت الفردوس برزمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حالانکہ ایسے تزئین اور نقش و نگاری کو خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب "بدعاتِ مساجد" میں دیکھئے۔[63]

## صدق اللہ بدعت الخ:۔

ہر مسلم فرقہ تلاوت کے بعد خواہ وہ جلسہ ہو یا کوئی شغل تلاوت قرآن کے بعد "صدق الله العلی العظیم وصدق رسوله النبي الكريم" یا "آمنت بالله" الخ پڑھا جاتا ہے[64] اور یہ مستحب ہے لیکن بدعت اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں نہ ہی خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں اس کا وجود تھا۔

## دعائے ختم القرآن:۔

مرَوَّجَہ دعا ختم القرآن جو ہر ختم القرآن پر "من الجنة والناس" کے بعد پڑھی جاتی ہے اور نجدی تو ابن تیمیہ کے عشق میں تیار کردہ دعائے ختم القرآن تراویح کی آخری رکعت میں نماز کے اندر پڑھتے ہیں یہ بدعت بھی ہے اور مفسد نماز بھی لیکن روکے کون؟۔ یہ تو ان امور پر لڑتے ہیں جو رسول اللہ یا اولیا اللہ سے تعلق ہوں گے۔

## نجد کی بدعت:۔

---

[63] (البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الوتر والنوافل ، 40/2 ، الناشر: دار الكتاب الإسلامي)

[64] (نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج ،كتاب الصلاة ، فصل في ذكر بعض مبطلات الصلاة وسننها ومكروهاتها ،43/2 ،الناشر: دار الفكر ، بيروت الطبعة: ط أخيرة 1404هـ/1984ء)

حرمین شریفین کی تراویح آپ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ امام کے پیچھے سامع قرآن کھول کر سن رہا ہے قرآن غلطی بتاتا ہے یہ بدعت سیئہ سے بھی بڑھ کر بلکہ مفسد ہے لیکن نجدی سلطنت میں ہو رہا ہے کہ اس لئے وہابیہ کے نزدیک سنت ہو گی۔

### جیبی سائز قرآن چھاپنا بدعت:۔

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا: "عظموا کتاب اللہ"[65]

**ترجمہ:۔** کتاب اللہ کی عزت و عظمت کا خیال رکھو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ موٹے حروف سے لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خوش ہوئے۔

## جیبی حمائل بدعت

صحابہ کرام کے نزدیک جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی حمائل شریف وغیرہ کلاں کشتی سے گھبراتے ہیں حمائل شریف کا جتنا چھوٹا سائز ہوا سے ترجیح دی جاتی ہے۔ بلکہ آج کل تو تعویذی قرآن مجید بھی عام ہو گئے ہیں اور اس بدعت کا دیوبندیوں، وہابیوں کے پاس کیا جواب ہے؟ کیا کبھی اس بدعت کے خلاف بھی انہوں نے نعرہ حق بلند کی ہے کیا وہ خود اس بدعت کے ارتکاب میں ناشرین و قارئین کے ساتھ شریک تو نہیں ہیں۔

### دیواروں کی کتابت:۔

دیواروں وغیرہ پر خواہ مسجد کی ہوں یا مکانوں کی پہلے زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"قال أصحابنا: وتکرہ کتابتہ علی الحیطان والجدران وعلی السقوف أشد کراھۃ لأنہ یوطأ" (اتقان)[66]

**فائدہ:۔** لیکن اس کراہت اور مکروہ عمل کو دیوبندی زیادہ ہڑپ کر رہے ہیں ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ دیواروں اور چھتوں پر قرآن لکھنا مکروہ ہے۔

### قرأۃ بلا فہم بدعت ھے:۔

تلاوت قرآن مجید تجوید سے ہو یا سادہ بلا فہمِ معانی (معانی کو سمجھے بغیر) بدعت ہے سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی "تیسر العزیز المجید صفحہ ۱۲۲" پر لکھا ہے کہ "القراء، قاری" کی جمع ہے اَسلاف کے نزدیک وہ ہیں جو قرآن کی تلاوت معنی سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کے معنی سمجھے بغیر پڑھنا ان میں کوئی نہ تھا یہ بدعت بعد کو ظاہر ہوئی۔[67]

**فائدہ:۔** دور حاضر میں تجوید و تحفیظ و تدریسِ قرآن عام ہے لیکن سمجھ کر پڑھنا دس فیصد ہے۔ اس فتویٰ پر نوے فی صد بدعتی ہیں اب یہ بدعت عوام اور اہل اسلام کے نزدیک ثواب سمجھی جاتی ہے لیکن نجدیوں سعودیوں دیوبندیوں اور وہابیوں کو مشکل در پیش ہے کہ وہ اس کارِ خیر کے ٹھکیدار بھی ہیں لیکن بدعتی بھی!۔

### ناظرہ قرآن پڑھنا بدعت ھے:۔

---

[65] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته، 182/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[66] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته، 183/4، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[67] (تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد الذى هو حق الله على العبيد، كتاب التوحيد ، باب من هزل بشيء فيه ذكر الله، أو القرآن أو الرسول، 539/1، الناشر: المكتب الاسلامي، بيروت، دمشق الطبعة: الأولى، 1423ھ/2002ء)

ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں موجودہ صورت میں قرآن مجید یکجا مُجَلَّدْ (ایک جلد کی صورت میں جمع کیا ہوا) نہ تھا عرصہ دراز تک لوگ اسے یاد پڑھتے رہے جب قرآن مجید ہیت کذائیہ اوراق میں مجموعہ اور مُجَلَّدْ کی صورت میں تیار کیا گیا تو اسے ناظرہ مسجدوں اور گھروں میں پڑھا جانے لگا لطف یہ ہے کہ یہ کارنامہ بھی حجاج بن یوسف ظلم کے دور کا ہے۔(وفاء الوفا صفحہ ۲۶۷ جلد دوم)[68]

افسوس تو یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اس ظالم کی ہر بدعت قبول ہے لیکن میلاد شریف سے اتنی ضد کہ ایک نیک اور عادل بادشاہ اربل کو ظالم اور فاسق قرار دے کر دل کی خوب بھڑاس نکالی تفصیل فقیر کی کتاب "تحفہ اربل" میں ہے۔

# نجدی بدعت

نجدیوں کے دور سے حرمین شریفین میں خصوصاً باقی بلاد میں عموماً یہ بدعت عام ہے۔

يستحب تقبيل المصحف لأن عكرمة بن أبي جهل رضي الله عنه كان يفعله وبالقياس على تقبيل الحجر الأسود. ذكره بعضهم، ولأنه هدية من الله تعالى فشرع تقبيله كما يستحب تقبيل الولد الصغير "۔[69] (اتقان)

**ترجمہ:۔** قرآن مجید کا چومنا اس لیے مستحب ہے کہ اسے عکرم ابی جہل چوما کرتے تھے اور وہ اسے حجر اسود کے چومنے پر قیاس کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ یہ خدا کا تحفہ ہے تو جس طرح چھوٹے بچے کا چونا مستحب ہے اس طرح قرآن پاک کو چومنا بھی مستحب ہے۔

**فائدہ:۔** لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بھی بدعت جیسے مذموم اور مقبوح جملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اس شیرِ مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب؟۔

**زینت القرآن:۔**

قرآن مجید کو سنگارنا اور اسے رحل وغیرہ پر رکھنا مستحب تو ہے لیکن خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں اس کا وجود ہر گز نہیں تھا اسکے باوجود ہم تو بلا انکار اس کے عامل ہیں لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لئے ہے کہ انہیں یہ بدعت ایسی چمٹی ہوئی ہے جس سے جان چھڑانا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

**زروسیم:۔**

چاندی اور سونے سے قرآن کو سنگارنا بھی جائز ہے اگرچہ اس کا وجود خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں نہ تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"عن الوليد بن مسلم قال سألت مالكا عن تفضيض المصاحف فاخرج الينا مصحفا فقال حدثني أبي عن جدى انهم جمعوا القرآن في عهد عثمان وانهم فقضوا المصاحف على هذا ونحوه "[70]

**ترجمہ:۔** ولید بن مسلم سے ہے فرمایا: میں نے امام مالک کے قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے سنگارنے لکھنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھے ایک قرآن مجید دکھایا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے قرآن مجید حضرت عثمان کے زمانہ میں جمع کیا اور سونے وغیرہ سے لکھا۔

**بیع وشراء:۔**

---

[68] )وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى. الباب الرابع فى ما يتعلق بأمور مسجدها الاعظم النبويه. القراءة في المصحف بالمسجد.198/2. الناشر: دار الكتب العلمية– بيروت الطبعة: الأولى–1419هـ)

[69] )الإتقان في علوم القرآن.النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته. 189/4. مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

[70] )الإتقان في علوم القرآن.النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته. 189/4. مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

قرآن مجید کی بیع و شراء(خرید و فروخت) سخت سے سخت حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ

واخرج عن ابن عمر وابن مسعود أنهما کرها بیع المصاحف وشراءها وأن یستأجر علی کتابتها"۔ [71]

**فائدہ:۔** یہ بدعت دیوبندیت و غیر مقلدیت کے محلات میں اتنی بکثرت ہے کہ پُشتوں سے انکار وجود بھی اسی بدعت کے رحم و کرم پر قائم ہے کیونکہ ان لوگوں کا قرآن فروشی کا پیشہ آباواجداد سے چلا آرہا ہے۔

## قیام تعظیم

قرآن پاک کی تعظیم کے لئے اٹھنا مستحب ہے اگرچہ یہ عمل دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ (عمل میں) نہیں لیکن اسے فقہاء اکرام نے مستحبات سے گنا ہے۔ چنانچہ حضرت امام نووی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یستحب أن یقوم للمصحف إذا قدم به علیه لأن القیام مستحب للفضلاء من العلماء والأخیار فالمصحف أولی وقد قررت دلائل استحباب القیام في الجزء الذي جمعته فیه[72]

ممکن نہ بلکہ یقین ہے کہ استحباب سے دیوبندی اور وہابی انکار کریں گے کیونکہ جب انہیں علماء فضلاء کے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے نہ صرف انکار بلکہ اس کے لئے " کل بدعة ضلالة وکل ضلالة في النار "پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام القرآن کو مستحب مانتے ہیں اسی لئے یہ استحباب اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن پھر بھی بدعت مانتے ہیں۔

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: القیام للمصحف بدعة لم تعهد في الصدر الأول"۔ [73]

**فائدہ:۔** لیجئے صدر اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں۔

وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک بدعت حسنہ ہے بعینہ قاعدہ اعلی حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا تو دیوبندیوں اور وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ان کو جانی نقصان پہنچایا ہے۔ دیوبندی اور وہابی پارٹی کو چاہیے کہ وہ فتویٰ اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا لگایا ہے وہی فتویٰ امام نووی و امام سیوطی و دیگر اَسلاف پر بھی چَسپاں کریں ورنہ خدا کا خوف کر کے اپنے باطل ارادوں سے تائب ہو جائیں۔

## چومنا بدعت

قرآن پاک کو چومنا مستحب اس کے استحباب پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دارمی شریف کی ایک حکایت لکھی ہے وہ یہ ہے کہ

"أن عکرمة بن أبي جهل، کان یضع المصحف علی وجهه ویقول: «کتاب ربي، کتاب ربي»[74]

اور امام سیوطی نے تو اس کے استحباب پر عقلی دلائل بھی لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

---

[71] (الإتقان في علوم القرآن. النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب کتابته. 187/4. مطبوعه الهیئة المصریة العامة للکتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[72] (التبیان في آداب حملة القرآن ، الباب التاسع في کتابة القرآن وإکرام المصحف .فصل .أجمع المسلمون علی وجوب صیانة المصحف. 191/1. الناشر: دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزیع بیروت ، الطبعة: الثالثة مزیدة ومنقحة. 1414 ھ 1994 ء)

[73] (الإتقان في علوم القرآن. النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب کتابته. 188/4. مطبوعه الهیئة المصریة العامة للکتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

[74] (سنن الدارمي. کتاب فضائل القرآن، باب: في تعاهد القرآن. 2109/4. الحدیث ، 3393. الناشر: دار المغني للنشر والتوزیع. المملکة العربیة السعودیة الطبعة: الأولی. 1412 ھ 2000 ء)

يستحب تقبيل المصحف لأن عكرمة بن أبي جهل رضي الله عنه كان يفعله و بالقياس على تقبيل الحجر الأسود، ذكره بعضهم، ولأنه هدية من الله تعالى فشرع تقبيله كما يستحب تقبيل الولد الصغير "۔[75]

لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بدعت جیسے مَذْمُوْمْ (ملامت والے) اور مَقْبُوْحْ (برے) جملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے ہیں اور اس شیر مادر (بچے کی ماں) کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں اِسْتِحْبَابْ۔

## تصانیف علوم قرآن بدعت ھے:۔

علومِ قرآن میں عربی فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئی اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں۔ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم۔ہزاروں وہ ہیں جو فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں۔ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کُتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منظرِ طباعت (چھپنے کی تیاری) میں۔ مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم قرآن پر علمانے کس سُرْعَتْ (تیزی) سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔
فقیر یہاں چند نمونے اور وہ بھی مختصر تاکہ کتاب ضخیم بھی نہ ہو اور موضوع بھی مضبوط ہو جائے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ " اِتقان " میں قرآن مجید میں بدعات پر تصانیف کا ذکر فرمایا: فقیر فہرست " بدعات القرآن " کے عنوان سے اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہے۔

۱:۔ تعدادالآیات کے موضوع پر قُرّاء کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر اس پر مُفَصَّلْ (تفصیلاً) بحث فرمائی ہے اہلِ علم اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

۲:۔ وقف اور ابتداء کی شناخت پر بہت سے علماے کرام نے دریا بہائے ہیں۔ اہلِ علم کے لئے قابل مطالعہ بحث ہے۔

اس اِمَالَہ اور فتح پر بعض قُرّاء نے مستقل کتابیں لکھیں ہیں ان میں ایک تصنیف کا نام ہے " قرة العين و الامالة و بين الفظين " اسکے بعد امام جلال الدین رحمۃاللہ علیہ نے طویل بحث لکھی ہے۔

۴:۔ ادغام، اظہار، اخفاء، اقلاب اسمیں قرآن کی ایک جماعت نے مستقل تصنیفیں لکھی ہیں اس کے بعد امام موصوف نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں۔

۵:۔ مد (کھینچا) وقَصَر (ناکھینچا)، اس پر بھی قُرّاء کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر طویل بحث فرمائی جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

۶:۔ تجوید بے حد ضروری ہے بہت سے لوگوں نے اس کے متعلق مستقل اور مبسوط (بڑی) کتابیں لکھیں پھر مفصل مضمون سپرد قلم فرمائے۔

۷:۔ قرآن کی تلاوت اور اس کے آداب اس پر بھی ایک جماعت عاشقان علم کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

۸:۔ قرآن مجید کے غریب (اصطلاح) وکم مستعمل الفاظ پر بے شمار علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اسکے بعد تحقیق قابل مطالعہ ہے۔

۹:۔ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کا استعمال اس پر خود امام سیوطی کی ایک تصنیف ہے " المهذب فيما وقع في القرآن المعرب "۔ پھر اس کی خود تخصیص فرما کر " اتقان " میں درج فرمائی ہے۔

۱۰:۔ اِعراب القرآن علماء کی ایک جماعت نے اس عنوان پر مستقل تصنیف کی ہیں۔[76]

## عھد صحابہ میں فن تفسیرِ قرآن کی سب سے پھلی تفسیر:۔

پہلی صدی ہجری میں قرآن کی تفسیر سب سے پہلے سید المسلمین حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی موصوف کا انتقال عہد فاروقی میں ہوا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عہدِ فاروقی (عمر فاروق کا زمانہ) یا عہدِ صدیقی (صدیق اکبر کے زمانہ) کی تالیفات میں سے ہے۔

## بدعت تصنیف فضائلِ قرآن:۔

---

75 ) (الإتقان في علوم القرآن. النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته. 189/4 .مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

76 ) (الإتقان في علوم القرآن. مقدمة المولف . ج 1. ص 32 الى 35 . مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)

اسلام میں جس طرح قرآن مجید سب سے پہلے کتابی صورت میں مرتّب ہوا اسی طرح اس کے علوم پر بھی کام کا آغاز سب سے پہلی صدی ہجری کے اَوَائِل(آغاز) میں علومِ قرآن میں سے فضائلِ قرآن پر کام ہوا یہ موضوع جتنا اہم ہے قدرت نے اس کے لئے اتنی ہی اہم شخصیت کا انتخاب بھی کیا اور یہ کام سید القرا ٔصحابی رسول حضرت ابوالمنذر ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (التوفی ۱۹ھ) کے ہاتھوں پایہ تکمیل پہنچا موصوف نے سب سے پہلے اس موضوع پر کتاب "فضائلِ قرآن" لکھی ان کی یہ تصنیف علوم قرآن پر عہدِ اسلام کی غالباً سب سے پہلی تصنیف ہے۔

### فقط مصاحب پر پہلی تصنیف:۔

پہلی صدی ہجری مَصَاحِفْ پر سب سے پہلے کبارِ تابعین میں سے قاضی بصری ابو الاَسْوَدُدُوَیلی (التوفی ۶۹ھ) نے جن سے اربابِ سُنَن نے روایت کیا ہے ایک مختصر رسالہ لکھا۔

### اسبابِ نزول پر پہلی تصنیف:۔

پہلی صدی ہجری کے اختتام پر دوسری صدی ہجری کے اَوَائِل(آغاز) میں قرآن مجید کے اسباب نزول پر سب سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے نامور شاگرد حضرت عکرمہ مدنی مولی(غلام) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما (التوفی ۱۰۷ھ) نے جن سے بخاری اور دیگر صحاح نے روایت کی ہے کتاب لکھی جس میں وہ تمام معلومات جمع کیں جو موصوف نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھیں۔

### مقطوع وموصول قرآن پر پہلی کتاب:۔

دوسری صدی ہجری کے اَوَائِل(آغاز) میں کبائر تابعین اور قرا ٔسبعہ میں سے قاضی دمشق عبداللہ ابن عباس (التوفی ۱۱۸) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے مقطوع (رکنے کے مقام) اور موصول(ملانے کے مقام) پر کُتُب تصنیف کی جو "مقطوع القرآن و موصول" کے نام سے موسوم ہے۔

### غریب القرآن پر سب سے پہلی تصنیف:۔

دوسری صدی ہجری کے اَوَائِل(آغاز) میں ابان میں تغلب بکری الکوفی (التوفی ۱۴۱ھ) نے جن سے امام مسلم اور اَرْبَابِ سُنَن نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کے غریب الفاظ کو جمع کیا اور "غریب القرآن" کے نام سے کتاب تصنیف کی۔

## ناسخ ومنسوخ پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں مشہور مُفَسِّر اور فَقِیہ خراسان مقاتل بن سلیمان (التوفی ۱۵۰) اور علامہ حسین بن واقد المروزی (التوفی ۱۵۷ھ) نے قرآن مجید کے ناسخ ومنسوخ پر قلم اٹھایا اور "کتاب الناسخ و المنسوخ" لکھی الحمد للہ اکابر کے فیض سے فقیر کی "الناسخ والمنسوخ" تصنیف مطبوعہ ہے۔

### وجوہ ونظائرِ قرآن پر پہلی کتاب:۔

اسی زمانہ میں قرآن مجید کے وجوہ ونظائر پر کام ہوا اور مقاتل بن سلیمان قاضی مرد حسین بن واقد مروزی (التوفی ۱۵۷ھ) نے جن سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اس موضوع پر کتاب "وجوہ القرآن" تصنیف کی۔ [77]

### متشابہ القرآن پر پہلی کتاب:۔

متشابہ القرآن پر بھی غالباً اس سے پہلے مقاتل بن سلیمان نے کتاب لکھی۔

### حروفِ قرآن پر پہلی کتاب:۔

اس زمانہ میں قرآن مجید کے حروف پر سب سے پہلے امام ابو عمر بن العلاء البصري (التوفی ۱۵۱ھ) نے جن کا شمار قرا ٔسبعہ میں ہے اور بخاری و مسلم نے انسے روایت کی ہے کہ "حروف القرآن" کے نام سے کتاب تصنیف کیا۔

### قرآن پر پہلی تصنیف:۔

---

[77] (الإتقان في علوم القرآن، النوع الرابع: في جمع الوجوه والنظائر، 102/1، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/ 1974ء)

اسی طرح قرآت کے موضوع پر بھی غالباًسب سے پہلے ابو عمرو بن العلاء نے "کتاب القرآت" تصنیف کی ان کے ہم عصر اہال بن تغلب اور مقاتل بن سلمان نے بھی "کتاب القرآت" لکھی تھیں۔

**احکام القرآن پر پہلی تصنیف:۔**

اسی زمانہ میں "احکام القرآن" کے موضوع پر سب سے پہلے محمد بن السائب کلی(المتوفی۱۴۶ھ) نے غالباًسب سے پہلے کتاب "احکام القرآن" لکھی۔

**اجزاء القرآن پر تصانیف:۔**

اسی زمانے دوسری صدی ہجری میں اجزائے قرآن پر کام کا آغاز ہوا اور اس فن پر پہلے قرأسبعہ میں امام ابو عمار حمزہ بن حبیب کوفی(المتوفی۱۵۸ھ) نے کتاب "اسباع القرآن" اور امام نافع بن عبدالرحمن(المتوفی۱۶۹ھ) نے کتاب "العواشر" تصنیف کی اور محمد بن الثائب کلبی نے کتاب "تقسیم القرآن" لکھی۔

## وقف وابتداء پر پہلی تصانیف

اسی طرح وقف وابتداء کے موضوع پر کام کا آغاز بھی انہی ایام میں ہوا چنانچہ حمزہ بن حبیب نے کتاب "الوقف والابتداء" لکھی اور وقف تام کے موضوع پر امام نافع بن عبدالرحمن نے کتاب "وقف التام" تصنیف کی پھر وقف وابتداء کے موضوع پر امام کسائی کے استاد شیخ محمد بن علی الرواسی نے جن کو نحویانِ کوفہ کے مسلک پر کتاب لکھنے میں اَوّلِیَّتُ کا شرف حاصل ہے اس فن پر دو چھوٹی بڑی کتابیں "الوقف والابتداء الکبیر" اور "کتاب الوقف والابتداء الصغیر" لکھیں۔ شیخ رواسی کی کتاب "معانی القرآن" کا چرچا تو ابن الندیم کے زمانے تک تھا اور ان کے بعد بہت سے علماء نے اس موضوع پر طبع آزمائی کیا۔

**مشتبہ آیات پر پہلی تصنیف:۔**

دوسری صدی ہجری میں امام ابوالحسن علی حمزہ کسائی(المتوفی۱۸۹ھ) جو قرأسبعہ میں ساتویں امام ہیں انہوں نے سب سے پہلے مشتبہ آیتوں پر کام کرنے کی طرح نظر ڈالی اور اس موضوع پر کتاب "علم آیات المشتبھات" یادگار چھوڑی۔ اس کا ذکر سیوطی نے "کتاب الاتقان" میں بھی کیا ہے۔

**فرق باطلہ کی تردید میں پہلی تصانیف:۔**

دوسری صدی ہجری میں محدث حرم حافظ ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی(المتوفی۱۹۸ھ) نے جن سے اربابِ صحاحُ نے روایت کی ہے غالباًسب سے پہلے فِرَقِ باطلہ کی تردید(رد) میں قلم اٹھایا اور "کتاب جوابات القرآن" تصنیف کیں پھر اس موضوع پر علامہ قطرب ابو علی محمد بن المستنیر(المتوفی۲۰۶ھ) نے کتاب لکھی جس کا نام "فیما سل عنہ الملحدون من ای القرآن" رکھی۔

**اعراب ومعانی قرآن پر پہلی تصنیف:۔**

دوسری صدی ہجری میں قرآن مجید کے اعراب ومعانی پر سب سے پہلے ابوعبیدہ معمر بن المثنی(المتوفی۲۱۰ھ) نے کتاب لکھی اس موضوع پر سب سے جامع کتاب ابوعبیدہ قاسم بن سلام(المتوفی۲۲۴ھ) کی ہے چنانچہ حافظ احمد بن علی بغدادی(المتوفی۴۶۳ھ) تاریخ بغداد میں رقم طراز ہیں:

وذلك أن أول من صنف في ذلك من أهل اللغة أَبُو عبيدة معمر بْن المثنى، ثم قطرب بْن المستنير، ثم الأخفش [78]

**ترجمہ:۔** سب سے پہلے معانی قرآن پر اہل لغت میں ابوعبیدہ نے کتاب تصنیف کی پھر ابن المستنیر اور پھر اخفش نے کتابیں لکھیں۔

[78] )(تاريخ بغداد، 6820، القاسم بْن سلام، أَبُو عبيد، 403/12، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1417 ھ)

"صنف من الكوفيين الكسائي، ثم الفراء. فجمع أَبُو عبيد من كتبهم ."۔اور کوفیوں میں سے کسائی نے لکھی فراء نے کتاب تالیف کی اور ابوعبدہ" وجاء فيه بالآثار وأسانيدها، وتفاسير الصحابة، والتابعين، والفقهاء ."۔نے ان کی کتابوں کو جمع کیااور اس میں آثاراوران کی سندیں صحابہ وفقہاء تابعین اور فقہاء کی تفسیروں کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔[79]

## مصادرالقرآن پرپہلی تصنیف:۔

دوسری صدی ہجری کے اختتام تیسری صدی ہجری کے اَوَائل(آغاز) میں قرآن مجید کے مصادر، جمع وتثنیہ پر کام کا آغاز ہوا

اور سب سے پہلے اس موضوع پر امیر المومنین فی النحویین ابن زیاد فراء(التوفی ۲۰۷ھ) نے "كتاب الجمع والتنبيه في القرآن"اور کتاب"المصادر في القرآن" کے نام سے دو جداگانہ کتابیں تصنیف کیں۔

## لغات القرآن پرپہلی تصنیف:۔

اسی زمانے میں علامہ ہیثم بن عدی طائی کوفی(التوفی ۲۰۷ھ)اور استاد سیبویہ ابوزید سعید بن انصاری(التوفی ۲۱۵ھ) نے "لغات القرآن "لکھیں۔

"لغات ,لغت"کی جمع ہے یہ لفظ عربی زبان میں ڈکشنری کے معنی میں نہیں آتا بلکہ بولی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔قُدَمَاءُ(پرانے زمانے کے علماء) کے یہاں جو کتا بیں اس نام سے موسوم ہیں ان کا موضوع قبائل عرب کے ان الفاظ سے بحث کرتا ہے جنہیں قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے معنی الفاظ کے لئے عربی میں مفردات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

## اسمائے منافقین پرپہلی تصنیف:۔

تیسری صدی ہجری میں ابوالحسن علی بن محمد المدائنی(التوفی ۲۲۴ھ) نے ایک نئے موضوع پر کام کیا اور منافقین اور آیات قرآنی کا مذاق اڑانے والوں کے ناموں پر کتابیں لکھیں جو کتاب:

"تسمية المنافقين ومن نزل القرآن فيه منه ومن غيرهم وكتاب تسمية الذين يؤذون النبي صلى الله عليه وسلمو تسمية المستهزئين الذين جعلوا القرآن عضين" ہے۔

## اقسام القرآن پرپہلی تصنیف:۔

اسی تیسری صدی ہجری۔۔۔کے نامور شاگرد عبداللہ بن احمد المعروف بابن ذکوان(التوفی ۲۴۳ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجیدکی قسموں اور ان کے جوابات پر کتاب تصنیف کی جس کا نام "اقسام القرآن وجوابها" ہے۔

## دیگر علوم قرآن پرپہلی تصانیف:۔

امام قرأت ابوعمر حفص بن عمر دوری(التوفی ۲۴۶ھ) نے سب سے پہلے "ما اتفقت الفاظه ومعانيه" نظم وترتیب اور اعجاز پر کتاب "علم القرآن" تصنیف کی اور دوسری کتاب "مسائل القرآن" لکھیں۔

## سجود القرآن پرپہلی تصنیف:۔

مشہور حافظ الحدیث ابواسحاق ابراہیم بن محمد العربی(التوفی ۳۵۸) نے غالباًسب سے پہلے قرآن مجید کے سجدوں پر کتاب تصنیف کی جس کا نام" سجود القرآن" رکھا گیا۔

## ضمائر القرآن پرپہلی تصنیف:۔

امام لغت ابوعلی احمد بن جعفر نودینوری(التوفی ۲۸۹ھ) نے سب سے پہلے " ضمائر القرآن "پر کتاب لکھی یہ کتاب فراء کی معانی القرآن سے ماخوذ ہے شیخ ابوبکر محمد بن الحسن الذبیدی(التوفی ۳۷۹ھ) "كتاب طبقات النحويين واللغويين"۔میں رقمطراز ہیں:

---

[79] )(تاريخ بغداد، 6820، القاسم بْن سلام، أَبُو عبيد، 392/14، الناشر: دار الغرب الإسلامي–بيروت الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002ء)

و له كتاب مختصر في ضمائر القرآن، استخرجه من كتاب المعاني للفراء." [80]

**ترجمہ:۔** موصوف کا "فی مر القرآن" میں ایک مختصر رسالہ ہے جو فرأ کی کتاب "المعانی" سے ماخوذ ہے۔

### اعجاز القرآن پر پہلی تصنیف:۔

تیسری صدی ہجری کے خاتمہ پر مشہور النحوی محمد بن یزید الواسطی (التوفی ۳۰۶ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے اعجاز پر کتاب تصنیف کی جو "اعجاز القرآن فی نظمه" کے نام سے مشہور ہے۔

یہ بحث اتنا طویل ہے کہ اسکے اختتام کا آخر کہیں نظر نہیں آتا ہے۔ علماء کرام نے قرآن مجید کے مختلف مضامین پر مستقل تصانیف کیں چند مضامین کے نمونے حاضر ہیں۔

### علمِ احکام:۔

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق آتی ہیں۔

## علمِ مناظرہ

مشرکین، نصاری، یہود اور منافقین سے مباحثات ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

### تذکیر بآلاء الله:۔

فطرتِ بشری (انسانی فطرت) کے متعلق اسماء وصفاتِ اعلی کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

### تذکیر بایام الله:۔

وہ واقعات وحادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لئے ترغیب و ترہیب (رغبت وخوف) کا کام انجام دیتے ہیں۔

### تذکیر بالموت وبما بعد الموت:۔

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علاماتِ قیامت، جنت و دوزخ اور اس قسم کی دوسری تفصیلات اس کے علم کے تحت آتی ہیں۔ یہ تو قرآن میں ایک عالم و معارف کی نظر نے پایا۔۔۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم و فنون کا ایک بحرِ بے کراں (وسیع سمندر) ہے جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن اور سائنسی انکشافات قرآن اور عصری ایجادات، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں کے موضوعات پر مشرق و مغرب کے تین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے ان کی تخلیقات و نگارشات (تحریرات) پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ الغرض الہیات ہو یا مذہبیات، فہمیات ہو یا اخلاقیات، کلیات ہو یا ارضیات علم و فن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے یہاں کیفیت یہ ہے: [81]

**مجبوریک نظر آمختار صد نظر جا!**

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے۔ "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ" (ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا)۔

"وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے)۔

---

[80] (طبقات النحويين واللغويين، الطبقة الثانية، 154، الدِّينَوَرِيُّ، 215/1، الناشر: دار المعارف، الطبعة: الثانية،

[81] (الفوز الكبير في اصول التفسير، الباب الاول، 16/1، مطبوعه المكتبة المدينة للنشر والتوزيع، كراتشي، الطبعة 1439ھ)

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پر ہے اقبال نے سچ کہا تھا۔

صد جہان تازہ در آیات اوست　　　عصر با پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہ شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہاں نظر آیا۔

آیئے اس جہان کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن کے اعجاز ابدی (ہمیشہ رہنے والے اعجاز) کا مشاہدہ کریں۔

ابتدا میں " بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ " کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں۔

۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے اس میں "۱" اور "۹" ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دار و مدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے۔

"عَلَيۡهَا تسعة عشر " اس پہ ۱۹ دار وغہ (چوکیدار) ہیں۔

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے۔

اسی طرح حرف "ق" اور سورۃ الشعراء میں حروف ابتدائیہ ہیں دونوں سورتوں میں یہ حروف ۵۷ مرتبہ آیا ہے یہ عدد "۱۹" او "۳" کا حاصل ضرب ہے۔

سورۃ "ق" کی آیت نمبر "۱۳" میں " واخوان لو ط" آیا ہے قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے سوائے اس مقام کے ہر مقام پر قوم لوط کہا گیا ہے۔ مگر یہاں "قوم لوط" کے بجائے "اخوان لوط " فرمایا۔ ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورہ "ق" میں حروف "ق" ۵۷ کے بجائے ۵۸ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا۔

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتداء حرف "ن" سے ہوتی ہے اس سورت میں حرف "ن" ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ اعراف ، مریم ، ص میں حرف "ص" ابتدائی حرف ہے۔ تینوں سورتوں میں حرف "ص" مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۹ میں ایک لفظ "بصطته" آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ "بسطته" ہے یہاں بطور خاص "ص" سے لکھا اوپر چھوٹا سا "س" بنا دیا گیا۔

بات یہ ہے کہ اگر یہاں "ص" کی جگہ "س" ہوتا تو حروف "ص" کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴+۲۹+۱۴=۵۷ تو حاصل جمع ۱۹×۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔ ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡأَرۡضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ "

**ترجمہ:۔**اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے "دن" کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لئے کیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ "

**ترجمہ:۔**اور بے شک تمارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ(۴)"۔

**ترجمہ:۔**ملائکہ اور جبرائیل اس بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوا ہے کہ علم الٰہی میں "دن" کی مقدار مختلف اَدْوَار میں مختلف ہے۔جن چھ دنوں میں آسمان وزمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو گی! مگر دور جدید کے انکشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چناچہ تخلیقِ کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے:

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال۔

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان وزمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں۔

## اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ھیں:۔

ابن مطرب اندلسی(متوفی ۴۰۲ھ)علامہ واحدی(۴۶۸ھ)علامہ سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)ناسخ ومنسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

ابن واقد المروزی(متوفی ۱۵۷ھ)امام شافعی(متوفی ۲۰۴ھ)ابن بلال النحوی(متوفی ۵۲۰ھ)ابن جوزی(متوفی ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی(متوفی ۹۰۰ھ)وغیرہ وغیرہ۔

اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں

ابن یزید الواسطی(متوفی ۳۰۶ھ)ابو الحسن امانی(متوفی ۳۴۸ھ) خطابی(متوفی ۳۸۸ھ)ابو بکر باقلانی(متوفی ۴۰۳ھ) عبد القاہر جرجانی(متوفی ۴۷۴ھ)وغیرہ علم قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔

☆.....علامہ ابن جوزی(فنون الأفنان في عجائب القرآن)

☆.....علامہ بدرالدین زرکشی(البرهان في علوم القرآن)

☆.....علامہ جلال الدین سیوطی (الاتقان في علوم القرآن)

☆.....عبدالعظیم الزرقانی (مناهل العرفان في علوم القرآن)

# بدعات في القرآن

علماءِ اسلام نے جملہ علوم کی انواع واقسام سب قرآن حکیم سے ہی اَخذ کی ہیں قُرُوْنِ اُوْلٰی (پہلا زمانہ) اور قُرُوْنِ وُسْطٰی (درمیانے زمانے) میں جب علوم وفنون کی باقاعدہ تقسیم اور علم و فن کی تفصیلات مرتب کرنے کا کام سرانجام دیا جانے لگا تو علماء کی ایک جماعت نے لغات و کلمات قرآن کے ضبط تحریر کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا۔

کسی نے مخارجِ حروف کی معرفت و کلمات کا شمار سورتوں اور منزلوں کی گنتی، سجدات علامات آیات کی تعداد و تعین، حصرِ کلمات، متشابہ و متماثلہ آیات کا احصہ الغرض معانی و مطالب کے بغیر جملہ مسائل قرآت کا کام سرانجام دیا ان کا نام قُرّاء رکھا گیا اور اس طرح "علم القرأة والتجويد" مُنَصَّہ شُہُوْدْ (منظر) پر آیا۔

بعض نے الفاظِ قرآن، ان کی دلالت و اقتضا اور ان کے مطابق ہر حکم کی تفصیلات بیان کیں تو "علم النحو" معرض وجود میں آیا۔ بعض نے قرآن کے اَدِلَّہ عقلیہ (عقلی دلائل) اور شواہد نظریہ کی جانب اِلتفات (توجہ) کیا اور اللہ تعالی کے وجود بقاء، قِدَم و وجوب علم و قدرت، تنزیہہ و تقدیس، وحدانیت و اُلوہیت، وحی و

رسالت، حشر و نشر، حيات بعد الموت (مرنے کے بعد زندہ ہونا) اور اس قسم کے دیگر مسائل بیان کئے تو "علم الاصول" اور "علم الكلام" وجود میں آئے۔ پھر انہی اصولیین میں سے بعض نے قرآن کے معانی خِطاب میں غور کیا اور قرآنی احکام میں اقتضاء کے لحاظ سے عموم و خصوص، حقیقت و مجاز، صریح و کنایہ، اطلاق و تقیید، نص، ظاہر، مجمل، محکم، خفی، مشکل، متشابہ، امر و نہی اور نسخ وغیرہ میں کلام کیا، انواع و قیاس اور دیگر اَدِلَّہ کا استخراج کیا تو فن "اصول فقه" تشکیل پذیر ہوا۔ بعض نے قرآنی احکام سے حلال و حرام کی تفصیلات و فروعات طے کیں تو "علم الفقه" یا "علم الفروع" کو وجود ملا۔

بعض نے قرآن سے گذشتہ زمانوں اور امتوں کے واقعات و حالات کو جمع کیا اور آغاز عالم سے قیامت تک کے آثار و وقائع کو بیان کیا۔ اس طرح "علم التاريخ" اور "علم القصص" وجود میں آئے۔ بعض نے قرآن سے حکمت و موعظت، وعد و وعید، تحذیر و تبشیر، موت و مِعَاد، حشر و نشر، حساب و عقاب اور جنت و نار کے بیانات اخذ کیے۔ جس سے "علم التذكير" اور "علم الوعظ" کی تشکیل ہوئی۔ بعض نے قرآن سے مختلف خواب اور ان کی تعبیر کے اصول اخذ کیے تو "علم تعبير الرؤيا" کی تشکیل ہوئی۔ بعض نے قرآن سے "علم الميراث" اور "علم الفرائض" کی تفصیلات بیان کیں۔

بعض نے رات، دن، چاند، سورج اور ان کی منازل وغیرہ کے قرآنی ذکر سے "علم المواقيت" حاصل کیا۔ بعض نے قرآن کے حُسْنِ الفاظ، حُسْنِ سِیَاق، بدیع نظم اور اِطْنَاب و ایجاز وغیرہ سے "علم المعاني" "علم البيان" اور "علم البديع" کو مُدَوّن کیا۔

عُرَفاءِ کاملین نے قرآن میں نظر فکر کے بعد اس سے معانی باطنہ اور دقائق مخفیہ کا انکشاف کیا۔ انہوں نے اس سے تزکیہ و تصفیہ، فنا و بقاء، غیبت و حضور، خوف و ہیبت، اُنس و وحشت اور قبض و بسط وغیرہ کے حقائق و تصورات بھی اخذ کئے۔ جن سے "علم التصوف" کی تشکیل ہوئی۔

بعض علماء نے قرآن سے طب، ہئیت، ہندسہ، جدل جبر و مقابلہ، نجوم اور مناظر وغیرہ کے علوم و فنون اخذ کئے اور ان کی تفصلات بھی طے کیں۔ (82)

**نوٹ:۔** یہ ایک اجمالی بیان ہے تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ کیجئے۔

## بیان رابط الآیات بدعت ھے:۔

متقدمین کی کتب سے اِرتِبَاطِ آیات (ایک آیت کا دوسری سے ربط کیا ہے؟) نہیں ملتا البتہ متاخرین نے اس پر مستقل تصانیف تحریر کی ہیں جس کی تفصیل فقیر کی کتاب " احسن البیان" میں ہے اس بدعتِ حسنہ کا آغاز حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ واللہ اعلم

## تصنیف اعجاز القرآن:۔

بدعت ہے جس کا ذکر گذشتہ اَوراق میں مختصر عرض کیا گیا ہے۔ اس کی ایجاد بدعت تو ہے لیکن اس کی ترقی بعد کو ہوئی ہے فقیر عرض کرنا چاہتا ہے۔

## چوتھی صدی ھجری میں علم الاعجاز کا ارتقاء:۔

تاریخ کے اوراق الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل عرب نے ابتداء قرآن پاک کو فقط ایک مصدرِ تشریعی (شریعت کے امور کو نکالنے) کی حیثیت سے جانا تھا۔ وہ صرف اسے اپنے معاشرے سے متعلق قضایا کا مرکز سمجھتے تھے اس لئے ان کی تمام تر توجہ صرف اس بات پر تھی کہ قرآن نے نماز فرض کی ہے زنا کو حرام قرار دیا بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھہرایا ہر طبقے میں معیشت کی بحالی کے لئے زکوۃ، عُشر اور خُمس کا نِفاذ کیا اور اسلامی معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لئے حدود نافذ العمل ہوئیں۔

انہوں نے قرآن کے اُسلوب و بلاغت، فصاحت و اعجاز (اصطلاح) پر کوئی خاطر خواہ نگاہ نہ ڈالی۔ چونکہ ان کی نظر میں قرآن پاک ایک مصدر تشریعی (شریعت کے امور کو نکالنے) کی حیثیت رکھتا تھا لہذا ان کی تمام تر توجہ اس طرف مَبْذُوْل رہی جس کے نتیجہ میں سب سے پہلے علم تفسیر، علم فقہ اور علم الاحکام کا ظہور پذیر ہوئے ان علوم کی اتباع میں ثمر کے طور پر علم نحو و صرف اور علم الفقہ کا حصول ہوا۔ غرض یہ کہ قرآن پاک کی انہی جوانب پر علماء کرام نے اپنی تمام تر علمی قوتیں اور صلاحیتیں صَرْف کیں اور یہ سلسلہ فترۃِ وحی سے لے کر عہدِ اُمویؒ (امیہ بن خلف کے زمانے) تک جاری رہا ہے اور ہمیں قرآن مجید کے اعجاز اس کی بلاغت و فصاحت کے متعلق جس سے فُصَحاءِ قریش بھی عاجز آ گئے تھے کوئی آثار نہیں ملتے مگر عہدِ اُمویؒ (امیہ بن خلف کے زمانے) کے آخر میں جب اسلامی سلطنت کی حدود کا دائرہ وسیع ہو گیا اور مسلم قوتوں کا عربوں کے ساتھ اختلاط شروع ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان اَقوام کے نظریات اور ثقافت فکرِ اسلامی میں شامل ہونے لگے اور جب نظریات اور ثقافت فکرِ اسلامی کے ساتھ ملنے لگے تو اعدائے اسلام (دشمنانِ اسلام) نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی کتاب کی طرف مرَکُوز کر دیں اور انہوں نے چاہا کہ جس طرح ان کے آباؤ اجداد نے آسمانی کتابوں میں تحریف و تبدیلی کی اسی طرح اس آخری کتاب کو بھی باپ دادا کی اتباع میں ہدف تفسیر و تبدیل بنایا جائے لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملحدین نے اس کتاب محفوظ کے معانی کی غلط تاویلیں اور رد و بدل کر کے عوام الناس میں مختلف شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سعی لا حاصل (نہ حاصل ہونے والی کوشش) کی ان امور کے پیش نظر اس چیز کی اَشَد ضرورت تھی کہ اہلِ علم اس عَیَّارانہ (دھوکے بازی والی) حرکت کو (جو ملحدوں کے ہاتھوں رونما ہوئی) کچلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس پودے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں جو مستقبل میں ان کے دین کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا سبب بنے اور وہ ہاتھ کاٹ دیں جو ایک ایسی کتاب کی تحریف کے لئے اٹھے ہیں جس میں تمام کائنات کی نجات کے

---

[82] )( الإتقان في علوم القرآن. النوع الخامس والستون: في العلوم المستنبطة من القرآن ، ج4 ، ص 30 الی 33 ، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ/1974ء)

راز پنہاں ہیں اور قرآن پاک کے اس امر کی طرف توجہ دیں جو ان کے دین کے لئے ایک مضبوط رسی کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے قاعدہ توحید کے لئے ایک عظیم سُتون اور ایک مکمل نظام ہے جو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور جو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا سب سے بڑا ثبوت سب سے بڑی محبت اور سب سے بڑا ایمان ہے جب ان امور کی طرف توجہ بڑھی تو" علم الکلام "وجود میں آیا اور یہی" علم الکلام "علم الاعجاز" کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

ابتدا میں " علم القرآن" کو مُنفَرِد موضوع کی حیثیت سے جانا جاتا تھا بلکہ اسے دیگر علم کے ضمنُ میں اسی کا ذکر آ جایا کرتا تھا اور خاص کر ان بحوث میں جو نبوت اور معجزے سے تعلق رکھتی تھیں۔ مثال کے طور پر امام ابن قتیبہ نے قرآن پاک کے متعلق کے شکوک کے ازالے کے لئے ایک کتاب لکھی ور اسکا نام "تاویل مشکل القرآن" رکھا اسی طرح ابوالحسن اشعری نے "مقالات اسلامیہ" الحافظ نے "حجج النبوۃ "اور ابوالحسن الخیاط نے "الانتصار" کے نام سے مؤلفات تصنیف کرکے اعجاز القرآن کے موضوع کو زیرِ بحث بنایا۔

یا بعض مفسرین نے سیاق تفسیر میں اس کا ذکر کیا ان میں سے مجاہد صبیر (متوفی ۱۰۳ھ) قرآن پاک کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک کا اعجاز ہمارے نزدیک اس کی وہ رِسالتِ عُلیا (بلند رسالت) ہے جو تمام بشریت کے لئے نفع بخش ہے اس کا پیغام لوگوں کو خدا کی وحدانیت کی طرف بلاتا ہے انہیں وہ راہ دکھلاتا ہے جس میں ان کے لئے صلاح و بھلائی ہے جس میں ان کی سعادت دنیوی اور اُخرَوِی پائی جاتی ہے۔ بے شک قرآن کا اعجاز اسی پیغام کا ہے جو زندگی اور قافلہ انسانیت و صراطِ مستقیم کی طرف گامزن کرتا ہے وہ راستہ دکھلاتا ہے جو تمام لوگوں کے لئے سب سے بڑھ کر نفع مند اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ تمام جہانوں کے لئے روزِ جزا تک کا پیغام ہے یہ نہ کسی خاص امت کے لئے نہ کسی خاص خطہ ارض کے لئے بلکہ یہ تمام امتوں کے لیے فی کل زمان (ہر زمانے میں) اور فی کل مکان (ہر جگہ میں ہونے) کی حیثیت رکھتا ہے۔

ا:۔(مقدمہ تفسیر جلد ۱۳) تحقیق عبدالرحمٰن طاہر السورتی، (مجمع البحوث العلمیہ اسلام آباد) اسی طرح امام ابن جریر الطبری (متوفی ۳۰۸ھ) تفسیر کے سیاق میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ مفسرین کے ساتھ ساتھ بعض نحوی بھی اس موضوع میں شَغَفُ (دلچسپی) رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان میں سے ابوعبیدہ بن المثنیٰ (متوفی ۳۰۸ھ) نے "مجاز القرآن "اور ابوزکریا الغرار (متوفی ۳۰۷ھ) نے " معانی القرآن" میں " اعجاز القرآن" کے موضوع کو زیرِ بحث بنایا غرض یہ کہ تیسری صدی ہجری تک اس موضوع کو انفرادی حیثیت نہ مل سکی چونکہ علم الکلام کی ایک فرع تھا اس لئے مختلف فرقوں میں علم الکلام پر صراع و نزاع (جھگڑا) شروع ہوا تو ہر ایک فرقے نے اعجاز القرآن کے موضوع کو اپنی اپنی آراء کے مطابق ڈھالنا شروع کیا یہاں تک کہ تیسری صدی کے آخر میں اسے ایک منفرد موضوع کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

تیسری صدی کے آخر میں کئی مؤلفات صفحہ تاریخ پر رونما ہوئیں وہ زیادہ تر ( نظم قرآنی) کے نام منسوب کی گئیں اس دور کی قابل قدر ہستی جس نے اعجازِ قرآن کے موضوع کو کافی وسعت دی وہ ابو عثمان (متوفی ۲۰۰ھ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی تصنیف شہیر (نظم القرآن ) ہم تک نہ پہنچ سکی مگر اس کتاب کا حوالہ اپنی ایک اور کتاب ( حجج النبوہ ) میں دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ ان کی دیگر کُتُب میں بھی اس موضوع پر بحث شدہ آثار ملے ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ جاحِظ (معتزلی) کے نزدیک اعجاز القرآن کی دو وجوہ ہیں۔

**پہلی وجہ :۔** نظم القرآن قرآن پاک کا اعجاز اس کی نظم، اس کی سَاحِرَانہ (جادو والی) فصاحت و بلاغت اور اس کے خَصَائِص بیانی میں ہے پس قرآن پاک بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے اور اس کا اعجاز عروج کی تمام بلندیوں کو پار کر چکا ہے جب قریش کے سلاطین شعر و خطبہ کو چیلنج کیا گیا تھا کہ لاؤ اس جیسی ایک سورت ؟ تو سوائے اعترافِ حقّانیّت کے ان سے کچھ نہیں بن پڑا یہاں تک کہ ولید بن المغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سننے کے بعد قریش

سے کہہ اٹھتا ہے کہ خدا کی قسم تم میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ نہ شعر سے واقف ہے اور نہ اس کے اجزاء سے نہ اس کے قصیدے سے اور نہ ہی اشعار سے مگر خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ اس سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا خدا کی قسم اس کے قول میں ایک مٹھاس ہے ایک کشش ہے وہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا بے شک اس پر حاوی ہونا ناممکن ہے بلکہ اس کا کلام تمام کلاموں پر حاوی رہے گا۔

**دوسری وجه:۔** (الصرفة) جاحظ کے نزدیک دوسری وجہ (صَرف) ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک فصاحت وبلاغت اور حُسنِ نظم کے اعتبار سے طاقتِ بشری میں اور اس کی مقدر سے باہر نہیں تھا بلکہ اس وقت کے خُطَباء وشُعَرَاء وبُلَغاء میں یہ اِستِعْدَادُ (طاقت) تھی کہ قرآن پاک کے مقابل کوئی کلام پیش کر سکیں لیکن اللہ تعالی نے ان کی قوت بیانی چیلنج کے وقت سلب کر لی تھی۔ اس لئے وہ ایسا نہ کر سکے۔

چونکہ ابو عثمان معتزلی تھا اور یہ رائے اس کے استاد ابو اسحاق کی رائے ہے اس لئے جاحظ نے اسے ورثہ قلم بندی کے سبب قبول کر لیا لیکن جمہور علماء نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے۔ امام ابو بکر الباقلانی اپنی کتاب اعجاز القرآن اس کے رد میں کہتے ہیں کہ اگر اس وقت کے خُطَباء وشُعَرَاء کی قوت گویائی سلب کر لی گئی تھی لیکن ان سے پہلے زمانہ جاہلیت کے خُطَباء وشُعَرَاء کی قوتِ بیانی وگویائی تو ضبط نہیں کی گئی تھی۔ حالانکہ وہ فصاحت وبلاغت اور حُسنِ نظم کے اعتبار سے ان کے ہم پلہ تھے مگر ان کے کلام میں بھی مقابلے کی کوئی چیز نہیں ملتی پس جب ان سے پہلے سلاطین کے کلام سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی تو مدّعی کا یہ دعویٰ کہ ان کی قوتِ بیانی سلب (بیان کرنے کی قوت ختم) کر لی گئی تھی سراسر غلط ہے نیز قرآن پاک کا یہ چیلنج اس وقت کے لوگوں کیلئے نہیں تھا بلکہ یہ قیامت کے آنے والے لوگوں پر ہر وقت اور ہر عصر کے لئے ہے۔

آج چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا جو ہمیں یہ بتائے کہ کسی نے قرآن پاک کا معارضہ (اصطلاحِ مناظرہ) کیا ہو فرضی طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس وقت کے لوگوں کا عاجز آنا ان کی قوت بیانی کے واپس لینے کی وجہ سے تھا اب اتنا عرصہ گذرنے کے بعد (جب کہ کسی کی قوت بیانی سلب نہیں کی گئی) اس کلام کوئی کیوں نہیں پیش کر سکا اس لئے یہ کہنا کہ (الصرفه) بھی اعجاز کی ایک وجہ ہے قرآن پاک کے اعجاز کو نقطہ عروج سے گرانے کے مترادف ہے۔

**دیگر فنون:۔**

حروف بو۔بوف وغیرہ اصطلاحات کے ساتھ یہ سات قرأتیں مقرر ہوئیں۔ جو سات ائمہ قرآت کی طرف منسوب ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| عبداللہ بن عمر | شامی | متوفی ۱۱۸ھ |
| عبداللہ بن کثیر | مکی | متوفی ۱۲۰ھ |
| عاصم | کوفی | متوفی ۱۲۸ھ |
| یزید بن القعقاع | مدنی | متوفی ۱۳۲ھ |
| ابو عمرو بن العلاء | بصری | متوفی ۱۵۵ھ |
| حمزہ بن حبیب | بصری | متوفی ۱۵۶ھ |
| نافع بن عبدالرحمن | مدنی | متوفی ۱۲۹ھ |

بعض نے کہا یزید بن القعقاع کو ابوالحسن علی بن حمزہ کوفی المعروف نسائی (متوفی ۱۸۹ھ) میں لکھا ہے۔[83]

[83] (الإتقان في علوم القرآن، النوع العشرون: في معرفة حفاظه ورواته، ج 1، ص 252 الی 253، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/1974ء)

مندرجہ بالا ہفت (سات) قُرّاء میں سے تین یا چار عہد عباسی کے ہیں یہ ساتوں قرآت جائز ہیں ان سب کا سلسلہ اسنادِ طُرُقِ صحیحہ و متواترہ سے حضور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے اور ان سے قرآن کریم کے تواتر میں کوئی خلل نہیں آتا اور نہ معانی مطالب میں کسی قسم کا فرق آتا ہے اس فن میں تالیفات کا سلسلہ عہدِ عباسی میں شروع ہوا۔اس سے قبل سینہ بسینہ ہی اسکا اجراء تھا۔

## تفسیر بدعت:۔

عہدِ نبوی ﷺ میں علم تفسیر مُدَوَّن (شائع) نہیں ہوا اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی اسکی ضرورت محسوس نہ کی گئی اس لئے کہ صحابہ کرام کا دور تھا وہ زبان کے اعتبار سے مفہوم سمجھتے تھے ہر آیات کے شان نزول کا انہیں علم تھا بایں ہمہ کسی حکم کی وضاحت حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی ہے تو خود سرکار صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے پھر خلفائے راشدین کا عہد (زمانہ) مبارک موجود تھا۔

آخر جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور کثرت سے عرب اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کو قرآن حکیم سمجھنے کیلئے مشکلات واقع ہونے لگیں تو ان عجمی مسلمانوں کی مشکلات رفع (دور) کرنے کیلئے قرآن کریم کے مشکل الفاظ و مجملات سمجھنے کیلئے تفسیر کی احتیاج ہوئی۔ عہدِ اُمویؒ(امیہ بن خلف کے زمانے) کے آخر تک اگرچہ علم تفسیر کی باقاعدہ تدوین (تصنیف) نہیں ہوئی مگر اس کی بنیاد عہدِ نبوی ﷺ میں ہی قائم ہو گئی تھی۔

اس لئے کہ صحابہ کرام میں بھی مطالبِ قرآنی کے سمجھنے سمجھانے میں تمام صحابہ یکساں نہ تھے اور ایسا ہو بھی کیوں کر سکتا تھا اس لئے کہ ذہانت ذکاوت، فہم فراست، قرب صحبت درجہ فضیلت کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق تھا۔یہی وجہ تھی کہ قرآن لینے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سالم، عبداللہ بن مسعود، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام فرمایا۔خاص صحابہ میں ایک جماعت وہ تھی جو معانی بیان کرنے میں مراجعِ انام (لوگوں کے لوٹنے کی جگہ) تھی جن میں مذکورہ چار صحابہ: ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ، عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔اور صدیقِ اکبر فاروقِ اعظم، ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے تفسیر مضامین اگرچہ ہیں لیکن نسبتاً بہت کم مروی ہیں اس لئے کہ ان پر امور خلافت کی ذمہ داری اتنی زیادہ تھی کہ درس و تدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔

عہدِ اسد اللہ (حضرت علی) کرم اللہ وجہہ الکریم میں حضرت علی سے تفسیر اصحابِ ثلاثہ کی نسبت زیادہ ہے اور ان سے زائد حضرت ابن مسعود (التوفی ۳۳ھ) سے مروی ہے۔ غرض یہ کہ سب سے زیادہ تفسیر جملات صحابہ میں سے حضرت ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ فقہاء صحابہ میں مانے ہوئے تھے۔آپ کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی۔

## علم قرأة:۔

لغت میں قرأت کے معنی محض پڑھنے کے ہیں اور تجوید بھی اچھے اسلوب میں تلاوت کرنے کے پھر یہ علم اصطلاح شرع میں اسی نام میں مقرر ہو گیا۔اور یہ علم اس مفہوم میں اس وقت مان لیا گیا تھا جب کہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ابتداءً تو ہر خواندہ قرآن پڑھنے والا قاری کہلاتا تھا اور خواندہ و(پڑھنے والا) ناخواندہ (ناپڑھنے والے) کا امتیاز اس سے ہوتا تھا پھر عہدِ رسالت مآب ﷺ میں لفظ قاری ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے میں مہارت رکھتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

" خذوا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود وسالم ومعاذ وابي بن كعب (رضى الله تعالى عنهم) "[84]

**ترجمہ:۔** قرآن حاصل کروان چار صحابہ سے عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ، ابی بن کعب۔

ان کے علاوہ بہت سے قاری صحابہ میں موجود تھے غزوہ بیر معونہ میں جو شہید ہوئے وہ سب قاری تھے ان کی تعداد عہد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں کسی فن کی شکل میں مقرر نہیں ہوئی۔

---

[84] (( الصحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب أبي بن كعب رضي الله عنه، 5/ 36، الحديث 3808، مطبوعه دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

عہد بنوامیہ میں قرأت نے خاص فن کی شکل اختیار کی جن میں مختلف مباحث، اختلافِ قرأتِ متواترہ، مخارج حروف، کیفیتِ اداء، محاسنِ قرأت، ترتیل وصل، وقف، مد، قصر، ادغام، اظہار، اخفاء وغیرہ ہیں۔

**نوٹ:۔** فنون وعلوم کی تفصیل کے لئے دفاتر ناکافی ہیں اور نہ ہی بالاستیعاب (از اول تا آخر) تمام بیان میں آسکتے ہیں اب صرف چند علوم وفنون کے اسماء اور سنِ ایجاد عرض کیا جاتا ہے۔

## بدعات

### فضائل القرآن:۔

جب بادیہ نشینوں اقوامِ عالم کو بدعات القرآن نے اسلام کا گرویدہ (چاہنے والا) بنایا اور غیر قوموں میں کثرت سے اسلام پھیلنا شروع ہوا تو دلوں میں قرآن کی عظمت جاگزیں کرنے کے لئے فضائلِ قرآن کی تدوین عمل میں لائی گی۔ (الاتقان للسیوطي صفحة ۲۰)

### بدعت نقط القرآن:۔

یہ بدعت بھی خیر القرون (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) کے برسوں بعد کو شروع ہوئی اور اس پر مستقل تصانیف لکھی گئیں اس بارے میں "کتاب المحکم" بھی فقط المصاحف تصنیف حافظ ابو عمرو عثمان بن سعید وافی (المتوفی ۴۴۴ھ) مشہور ہے۔ (اتقان صفحہ ۱۶۱ جلد اول)

### بدعتِ اعراب القرآن:۔

قرأۃ القرآن (تلاوت) میں خطاء وغلطی سے بچانے کے لئے قرآن مجید پر اعراب لگانے کا رواج ہوا اس کے متعلق "موجز البیان فی المباحث تخصص بالقرآن" میں خوب بحث کی گئ ہے اور اتقان میں بھی بقدرِ ضرورت بہت خوب ہے اور فقیر نے اس تصنیف میں مختصر سی بحث عرض کر دی ہے۔

### بدعتِ تفسیر القرآن:۔

اقوامِ عجم کو اصول مذہب سے آگاہ کرنے اور قرآن مجید کے علوم ومعارف سے روشناس کرانے کے لئے علمِ تفسیر کی تدوین عمل میں آئی۔

(الاتقان صفحہ ۵۸ جلد اول)

### اسبابُ النزول بدعت:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۶۲ میں خوب لکھا ہے۔

### قرآن کے مقطوع وموصول بدعت:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۶۲ جلد اول میں تفصیل ہے۔

### تاریخ تدوین واختلاف مصاحف:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۶۴ جلد اول تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

### بدعتِ غریب القرآن:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" صفحہ ۶۵ کے مقدمہ میں مفصل بحث ہے۔

### بدعتِ لغات القرآن:۔

اماسیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۶۷ جلد اول میں تفصیل مذکور ہے۔

### بدعتِ متشابہ القرآن:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۰ جلد اول میں ہے۔

### بدعتِ حروف القرآن:۔

اس کی تفصیل گزر چکی ہے اس کی تاریخ مزید تفصیل "اتقان" میں پڑھئے۔

### بدعتِ احکام القرآن:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں ہے۔

### بدعتِ مشتبہ الآیات کی ترتیب:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل گزشتہ اوراق میں دیکھیں۔

### بدعتِ تردید الفرق الباطلہ

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

### بدعت اعراب ومعانی

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۵ جلد اول میں ہے۔

### بدعت مصادر القرآن

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے۔

### بدعت اسماء المنافقین

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے۔

### بدعت اقسام القرآن:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے۔

### بدعت ما یسجم فیہ من القرآن:۔

امام سیوی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے۔

### بدعت متفقۃ الالفاظ ومختلفۃ المعانی:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

### بدعتِ سجود القرآن:۔

امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

### بدعتِ ضمائر القرآن:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے۔

### بدعتِ مجاز القرآن:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے۔

### بدعتِ فن الناسخ والمنسوخ:۔

امام سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی "اتقان" کے مقدمہ صفحہ ۷۹ جلد اول میں خوب لکھا ہے۔[85]

### آخری گذارش:۔

ارادہ تھا کہ "بدعات القرآن" کے اس عنوان کو بالاستیعاب اور مفصل لکھوں لیکن دور حاضرہ میں عُشّاق علوم وفنون کی کمی ہے اظہارِ حقیقت کے لئے اتنا کافی ہے اور اہلِ سنت کے مذہب حق کے مسئلہ بدعت حسنہ کے اثبات کے لئے عظیم ذخیرہ ہے۔

الحمد للہ علی ذالك الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

---

85 )(الإتقان في علوم القرآن، مقدمة المؤلف، ج 1، ص 32 الی 35، مطبوعه الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394هـ/ 1974ء)